ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

تصوف: مفہوم، تاریخی ارتقاء اور سلاسل کا تجزیاتی مطالعہ

Sufism: A Conceptual, Historical, and Analytical Study of Its Major Orders

Dr. Muhammad Shahid Habib *(Corresponding Author)*
Assistant Professor, KFUEIT, Rahim Yar Khan, Pakistan.
Email: shahid.habib@kfueit.edu.pk
Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Head, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan.
Email: hamid.farooq@uog.edu.pk
Gull Nessreen
M Phil Islamic Studies, KFUEIT, Rahim Yar Khan, Pakistan.

Abstract

Sufism, the spiritual dimension of Islam, has been a significant movement within the Muslim world, deeply influencing religious thought, ethics, and social behavior. This study explores the conceptual foundations, historical evolution, and prominent Sufi orders in the context of Islamic tradition. The paper begins by defining Sufism both linguistically and terminologically, emphasizing its roots in Qur'anic values, prophetic practices, and early ascetic movements. The research then divides the historical development of Sufism into major chronological phases: the period of simple asceticism in the early Islamic centuries, the institutionalization of Sufi thought in the medieval period, and the widespread establishment of Sufi orders (ṭarīqahs). Each phase is analyzed in terms of its doctrinal development, key figures, and social impact. A special focus is placed on well-known Sufi orders such as the Qādiriyyah, Chishtiyyah, Naqshbandiyyah, and Suhrawardiyyah. Their distinct teachings, spiritual methodologies, and regional influence—especially in the Indian subcontinent—are examined. The study also reflects on the continuing relevance of Sufism in the contemporary era as a source of inner purification, ethical reform, and interfaith harmony. Through a qualitative and descriptive methodology, this research contributes to a clearer understanding of Sufism as an integral part of Islamic intellectual and spiritual history.

Keywords: *Sufism, Islamic spirituality, Sufi orders, Islamic history, tasawwuf development.*

تعارف موضوع

تصوف اسلام کا روحانی پہلو ہے جس نے قرونِ اولیٰ سے لے کر موجودہ عہد تک اسلامی فکر، معاشرت، اخلاق اور روحانی تربیت پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ تصوف نہ صرف ایک طرزِ بندگی ہے بلکہ ایک ہمہ گیر فکری و عملی تحریک بھی ہے جو انسان کو ظاہر و باطن کی اصلاح کی دعوت دیتی ہے۔ اس تحقیق میں تصوف کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم، اس کی تاریخی تشکیل، اور اس کے مشہور سلاسل کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق کے آغاز میں تصوف کی لغوی بنیادوں اور قرآنی و حدیثی اصولوں کی روشنی میں اس کی فکری تعریف بیان کی گئی ہے۔ بعد ازاں اس کے ارتقائی ادوار کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، جن میں زہد و ورع کا ابتدائی دور، تصوف کی ادارتی تشکیل، اور سلاسلِ تصوف کا فروغ شامل ہے۔ بالخصوص قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ جیسے معروف سلاسل کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے، جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کے فروغ اور روحانی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔

مبحث اول: تصوف کی لغوی و اصطلاحی تعریف

❖ لغوی بحث

لفظ "تصوف" اور "صوفی" کی لغوی بحث میں ماہرین لسانیات و محققین کا ہمیشہ اور ہر دور میں اختلاف رہا ہے چونکہ قرآن و حدیث میں یہ لفظ موجود نہیں اور عربی زبان کی قدیم لغات میں اس لفظ کا وجود نہیں اس لیے ہر دور کے علما اور محققین اس بارے میں مختلف آراء اور خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ تصوف کا لفظ اس طریقۂ کار یا اسلوبِ عمل کے لیے اختیار کیا جاتا ہے جس پر کوئی صوفی (جمع: صوفیا) عمل پیرا ہو۔ اسلام سے قربت رکھنے والے صوفی، لفظ تصوف کی تعریف یوں کرتے ہیں: "تصوف کو قرآنی اصطلاح میں تزکیۂ نفس اور حدیث کی اصطلاح میں احسان کہتے ہیں"۔ لفظ "صوفی" کے اشتقاق کے بارے میں علامہ ابن خلدون کی رائے کچھ اس طرح ہے: "ہمارے نزدیک یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ صوفی کا اشتقاق "صوف" ہی سے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ اول اول جب دوسرے لوگوں نے لباس فاخرہ پہننا شروع کیا تو انہوں نے پشمینہ کو ترجیح

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

دی تاکہ ان میں اور ان لوگوں میں امتیاز ہو سکے جن کی توجہات دینی کو دنیا کی لذتوں نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ پھر جب زہد اور مخلوق سے علیحدگی وانفراد اور عبادت وذوق ہی ان کا شیوہ قرار پایا تو ترقیات روحانی ان کے ساتھ مخصوص ہوئیں اور یہی اختصاص ان کی پہچان ہوئی"۔[1]

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے خلیفہ کہلائے جانے والے محمد مسیح اللہ خان، تصوف کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"اعمالِ باطنی سے متعلق شریعت کا شعبہ تصوف اور سلوک کہلاتا ہے اور، اعمالِ ظاہری سے متعلق شریعت کا شعبہ فقہ کہلاتا ہے"۔

❖ **اصطلاحی بحث**

شیخ ابوالحسین نوری (م295ھ) لکھتے ہیں:

الصوفیۃ ہم الذی صفت ارواحھم فصاروا فی الصف الاول بین یدی الحق

ترجمہ:"صوفیہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی روحوں کو صاف کیا پس وہ اللہ کے حضور صف اول میں ہو گئے"۔[2]

جبکہ صوفیا کرام تصوف کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"تصوف، اسلام کی ایک ایسی شاخ ہے جس میں روحانی نشوونما پر توجہ دی جاتی ہے"۔

صوفیاءوہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی اللہ کے حضور نذر کر دیتے ہیں اور ان کے دل ایک صف میں جڑ کر مولا کے رُخ اور چہرے کے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔ دن ہو یا رات، تھکن ہو یا راحت، کاروبار ہو یا ریاضت و مجاہدہ اُن کے دلوں پر کبھی غفلت نہیں آتی۔ جنہیں یہ حضوری مل جائے اور صفِ اول کی حاضری نصیب ہو جائے، ایسا دل رکھنے والوں کو صوفی اور ایسے طرزِ زندگی کو تصوف کہتے ہیں۔

ایک طبقہ کی رائے ہے کہ صوفی "صفا" سے مشتق ہے اور صوفیہ کی ایک بڑی جماعت اس رائے کی قائل ہے۔ حضرت سید داتا گنج بخش ہجویری، شیخ زکریا انصاری اور سیدنا شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی اور بہت سے دوسرے اکابر صوفیا اسی نظریہ سے متفق ہیں۔

چنانچہ شیخ بشر بن الحارث الحافی (م227ھ) کا قول ہے کہ:

الصوفی من صفا قلبہ للہ

ترجمہ:"صوفی وہ ہے جس نے اللہ کے لیے اپنے دل کو صاف کیا"۔[3]

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا قول ہے:

" صوفی فوعل کے وزن پر ہے اور یہ مصافاۃ سے ماخوذ ہے یعنی وہ بندہ جسے حق تعالیٰ عزوجل نے صاف کیا"۔[4]

جبکہ تصوف سے چند نااں علمائے اسلام کی تصوف کی تعریف دیکھی جائے تو ان کے مطابق تصوف، محمد ﷺ کے بعد اسلام میں پیدا ہونے والی ایک بدعت ہے اور یہ کہ تصوف، قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہے۔ اہل تشیع کے محقق علما اور قدیم متکلمین اور محدثین صوفیت کو کفر اور دشمنی اہل بیت سے تعبیر کرتے ہیں تاہم بعض علما عرفان کے نام پر صوفیت کے قائل ہیں، ان کے نزدیک تصوف، عملی معرفت (gnosis) کا نام ہے اور عرفان سے مراد ایسے علوم کی لی جاتی ہے کہ جو حواس اور تجربات سے نہیں بلکہ باطنی کشف سے حاصل ہو۔ کسی کا کہنا ہے کہ:

قوم فی الجاھلیۃ یقال لھم صوفہ انقطوا الی اللہ عزوجل وقطنواالکعبہ فمن تشبہ بھم فھم الصوفیۃ

---

1 ابن خلدون، علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون م(808ھ) تاریخ ابن خلدون ج4 ص223، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، 2002

2 غلام قادر لون، ڈاکٹر، مطالعہ تصوف (قرآن و سنت کی روشنی میں)، ناشر: محمد شاہد عادل لاہور، 1977ء

3 الہجویری، داتا گنج بخش، کشف المحجوب، مترجم محمد اسحاق ظفر، ص:74، مکتبہ نور القرآن، اردو بازار لاہور، 2001

4 طاہر القادری، ڈاکٹر، سلوک و تصوف کا عملی دستور، ص45، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 2002ء

ترجمہ:" جاہلیت میں صوفہ کے نام سے ایک قوم تھی جو اللہ تعالیٰ کے لیے یکسو ہو گئی تھی اور جس نے خانہ کعبہ کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر لیا تھا پس جن لوگوں نے ان سے مشابہت اختیار کی وہ صوفیہ کہلائے"۔[5]

مختصر یہ کہ وہ مسلم علماء جنہوں نے اپنی توانائیاں جسم کے لیے معیاری خطوطِ راہنمائی کو سمجھنے پر مرکوز کیں وہ فقہی کہلائے، اور وہ جنہوں نے اس بات پر زور دیا کہ سب سے اہم مہم(task) ، درست فہم تک رسائی کے لیے عقل کی تربیت ہے وہ پھر تین مکتبوں میں تقسیم ہوئے۔ماہرین الٰہیات، فلاسفہ اور صوفیاء۔ یہاں ہمارے پاس اس انسانی وجود سے متعلق تیسرا ساحہ رہ جاتا ہے، (یعنی) روح؛ متعدد مسلم، جنہوں نے اپنی زیادہ تر کوششیں انسانی شخصیت کی (ان) روحانی ابعاد کی پرورش کے لیے مختص کر دیں وہ صوفی کے نام سے جانے گئے۔

❖ **اسلام اور صوفیت**

اسلام میں صوفی یا تصوف وصوفیت نام کی کوئی صریح اصطلاح نہیں ملتی اور نہ ہی قرآن وحدیث میں اس کی کوئی صریح تفصیل ملتی ہے جیسا کہ ابتدائیہ میں مذکور ہوا کہ یہ تصور اسلام کی اولین نسل میں موجود ہی نہیں تھا اور ابن خلدون کے مطابق کوئی دوسری صدی سے دیکھنے میں آیا۔ اور یہ لوگ مکمل روحانی پاکیزگی، انسان کی اندرونی کیفیات، وجود کی فطرت اور دنیاوی مسرتوں سے دور ہو کر عبادت اور اللہ کی بندگی پر زور دیتے تھے۔ جب تک یہ تمام طریقۂ کار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لائے گئے اللہ کے پیغام کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اختیار کیے جاتے رہیں اس وقت تک لفظ صوفی اور تصوف کی بجائے ان کو شریعت ہی کہا جا سکتا ہے کیونکہ جب سب کچھ قرآن اور سنت کے مطابق ہی ہے تو پھر اسے تصوف کیوں کہا جائے کہ اس کے لیے تو شریعت کی اصطلاح حضرت محمد ﷺ کے قریب ترین زمانے سے موجود ہی تھی۔ لیکن پھر اس میں اسلام حکومت کی وسعت کے ساتھ قبل از اسلام کے ایرانی ویونانی فلسفیانہ خیالات شامل ہونے لگے۔ انسان اور کائنات کا تعلق، اللہ سے قربت، دنیاداری سے کنارہ کشی، انسان کی لاچارگی وغیرہ جیسے تصورات شامل ہونے کے بعد صوفیت اپنی شکل اختیار کرنے لگی۔ مفکر اسلام علامہ محمد اقبالؒ نے اسلام میں تصوف کے تصور کو اسلام کی زمین پر ایک بدیسی اور اجنبی تصور قرار دیا ہے جو غیر عرب (اسلام کی وسعت کی وجہ سے) اور (قبل از اسلام کے) ایرانی عقلیت پسند ماحول میں پروان چڑھا، اقبال نے تصوف کے بارے میں یہ رائے سید سلیمان ندوی کے نام 13 نومبر 1917ء کو اپنے ایک مکتوب میں ان الفاظ میں تحریر کی۔ "یہ درست ہے کہ اسلام میں تزکیۂ نفس وروح پر زور دیا جاتا ہے اور اس تزکیے کو حاصل کرنے کے سلسلے میں صوفیا کی دو اقسام نظر آتی ہیں ایک وہ کہ جو مکمل طور پر خود کو قرآن اور شریعت کی حدود میں رکھتے ہوئے ایسا کرتے رہے (اور ہیں) اور دوسرے وہ کہ جو غیر مسلم افکار اور فلسفے سے مکدر تصوف پر چلتے تھے یعنی ہمیشہ ایک ایسی صوفیت بھی موجود رہی ہے کہ جو کسی بھی طور اسلام سے تعلق نہیں رکھتی اور بہت سے صوفیا ایسے ہیں کہ جو صوفیت کی ریاضتوں سے گذرنے کے بعد ایک ایسے درجے تک پہنچے جس کے بعد انہوں نے خود کو اسلام سے جدا کر لیا"۔

❖ **لفظ تصوف قرآن مجید کی روشنی میں**

لفظ صوفی اور تصوف کی اصل قرآن مجید میں بھی ہے۔ لفظِ تصوف کا ایک مادہ اشتقاق الصَّف سے ہے جو صَفَا، صَفُوًا سے ہے۔ الصَّفُ قطار میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے کو کہتے ہیں۔ کسی کے لیے خالص ہو جانے کو صفوًا کہتے ہیں۔ منیٰ میں جانوروں کی قربانی کے حوالے سے قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰـهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ.

ترجمہ: " اور قربانی کے بڑے جانوروں (یعنی اونٹ اور گائے وغیرہ) کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا ہے ان میں تمہارے لیے بھلائی ہے پس تم (انہیں) قطار میں کھڑا کر کے (نیزہ مار کر نحر کے وقت) ان پر اللہ کا نام لو"[6]

اس آیت مبارکہ کے مطابق نذر ہونے سے پہلے اللہ کے حضور ایک صف میں کھڑے ہو جانے والوں کو صَوَآفَّ کہتے ہیں۔

❖ **تصوف حدیث مبارکہ کی روشنی میں**

قرآن مجید سے صوفی اور تصوف کی اصل اور اس کا مفہوم جاننے کے بعد آیئے اب حدیث مبارکہ سے اس کی اصل تلاش کرتے ہیں۔

---

[5] المقدسی، محمد بن طاہر، صفوۃ التصوف، تعلیق احمد شرباصی، ص:7، دار التصنیف مصر، 1971ء

[6] سورہ الحج، 36:22

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کسی غزوہ میں دو صحابی اکٹھے شہید ہو گئے۔ ایک صحابی کا نام عبد اللہ بن عمرو بن حرام رحمۃ اللہ علیہ تھا اور دوسرے صحابی کا نام حضرت عمرو بن جموح رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں دونوں کے جسد لائے گئے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

ادفنوهما في قبر واحد، فإنهما كانا متصافيين في الدنيا.

ترجمہ: "ان دونوں کو ایک ہی قبر میں اکٹھا دفن کر دو، دنیا میں یہ دونوں صوفی تھے"۔[7]

یعنی یہ دونوں اہل صفاء تھے۔ ان دونوں کا طرزِ عمل ایسا تھا کہ صوفی و صافی تھے۔ ان کے دلوں میں کدورت، رنجش اور غبار نہیں تھا۔ پس جن کے دلوں سے کدورت کا غبار نکل جائے اُس کو صوفی و صافی کہتے ہیں اور اسی طبقے کو صوفیاء کہتے ہیں۔

آقا علیہ السلام نے اس حدیث مبارکہ میں متصافیین کا لفظ استعمال فرمایا۔ گویا اس حدیث میں تصوف کا لفظ زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے ادا ہوا۔

ایک اور حدیث مبارکہ تصوف اور صوفی کا معنیٰ واضح کرتی ہے کہ حضرت ابومالک الاشعری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

يا أيهاالناس اسمعوا واعلقوا واعلموا أن الله عبادًا ليسوا بأنبياء ولا شهداء، يغبطهم الانبياء والشهداء على مجالسهم وقربهم من الله انعتهم لنا.

ترجمہ: لوگو! میری بات سنو سمجھ اور جان لو! میری امت میں کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہوں گے جو نہ تو نبی ہوں گے، نہ شہید ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مجلس اور قرب میں قیامت کے دن عرش کے ارد گرد اس طرح قریب کر کے بٹھائے گا کہ انبیاء اور شہداء کو بھی ان پر رشک آئے گا"۔[8]

آقا علیہ السلام کی یہ بات سن کر ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نبی اور شہید نہ ہونے کے باوجود اللہ کے قرب و حضور میں اس طرح بٹھائے جانے والے وہ لوگ کون ہوں گے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

هم ناس من أفناء الناس ونوازع القبائل لم تصل بينهم أرحام متقاربة.

ترجمہ: "میری امت میں مختلف علاقوں، مختلف ملکوں، مختلف قبیلوں، مختلف معاشروں کے یہ لوگ وہ ہوں گے کہ ان کے درمیان کوئی خونی رشتہ نہیں ہو گا"۔

تحابوا في الله وتصافوا.

ترجمہ: "وہ اللہ کی مخلوق سے آپس میں اللہ کے لیے محبت کریں گے اور اُن کے دل صوفی و صافی ہوں گے"۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يضع الله لهم يوم القيامة منابر من نور فيجلسهم عليها فيجعل وجوه هم نورا وثيابهم نورا يفزع الناس يوم القيامة ولا يفزعون.

ترجمہ: "اللہ انہیں قیامت کے دن نور کے منبروں پر بٹھائے گا۔ ان کے چہرے اور لباس منور ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب لوگ ڈر رہے ہوں گے، انہیں ڈر نہیں ہو گا"۔[9]

وهم أولياء الله الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون.

ترجمہ: "یہی صوفیاء و اولیاء ہوں گے جنہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔[10]

گویا صافی دل رکھنے والے اولیاء اللہ اور صوفی سب کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ ان کے دل صاف اور کشادہ ہوتے ہیں، ان کے دلوں میں فراخی، سخاوت، شفقت، رحمت اور وسعت ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی الفاظ استعمال فرمائے۔ ارشاد فرمایا:

متحابون بجلال الله، وتصافوا فيه، وتزاوروا فيه، وتباذلوا فيه.

---

[7] ابن ابی شیبہ، المصنف، 367:7، رقم: 36757، دار السلام بیروت

[8] ایضا: رقم: 36573

[9] نسائی، امام احمد بن شعیب، سنن السنن، 422:6، رقم: 11827، مکتبہ دار السلام بیروت، 2001

[10] ایضا: ج، 362:6، رقم: 11236

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

ترجمہ:" یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی خاطر محبت عام کریں گے، ان میں صفائے قلب ہو گی، ایک دوسرے کی ملاقات اور زیارت کے لیے جائیں گے اور ایک دوسرے پر خرچ کریں گے، یعنی سخی ہوں گے"۔[11]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ السلام نے ملک شام کے لئے فرمایا:

أتدری ما یقول االله فی الشام؟ إن االله یقول: یا شام! أنت صَفْوَتِيْ من بلادي.

ترجمہ:" جانتے ہو کہ اللہ نے شام کے بارے میں کیا کہا؟(پھر آقا علیہ السلام نے خود جواب دیا:) بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے شام! تو میرے شہروں میں سے میر امنتخب شہر ہے"۔[12]

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

إني أختار لک الشام، فإنه خیرة المسلمین وصَفْوَة االله من بلادهِ، یجتبی إلیها صَفْوَتَهُ من خلقهِ.

گویا شہروں میں سے صَفْوَۃ سے مراد شام اور بندوں میں سے صَفْوَۃ سے مراد صوفیاء ہیں۔ جو اس ملک میں مقیم ہوں گے۔ صفوۃ سے مراد صوفی اس لئے کہ اسی ملک شام کے حوالے سے آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسی ملک سے چالیس ابدال ہوں گے۔[13]

❖ صوفی کا اصل الکلمہ

جیسا کہ قطعۂ تعریف میں بیان ہوا کہ لفظ تصوف تو اصل میں صوفی سے مشتق ایک اسم ہے جو نویں صدی عیسوی (قریباً 286 ھجری) سے مروج ہونا شروع ہوا۔ لفظ صوفی کے بارے میں محققین مختلف نظریات رکھتے ہیں جو نیچے درج کیے جا رہے ہیں۔

1۔ اصحاب الصفہ سے نسبت

تصوف سے شغف رکھنے والے علما اکرام، لفظ صوفی کی اصل الکلمہ، اصحاب صفہ سے منسلک کرتے ہیں۔ صفۃ اصل میں عربی کا لفظ ہے جس میں ص پر زیر اور ف پر زبر (صِفَۃ) کے ساتھ صفت یا اہلیت کے اور ص پر پیش اور ف پر تشدید (صُفّۃ) کے ساتھ چبوترے کے معنی آتے ہیں۔ یہ بعد الذکر معنی ہی اختیار کرتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ لفظ صوفی اسی صفہ سے اخذ ہے کہ مسجد نبوی کے شمال میں واقع صفہ (چبوترے یا سائبان) میں جو اصحاب رہا کرتے تھے ان کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے اور اصحاب صفہ چونکہ، فقراء، تارکِ دنیا اور بالکل صوفیوں کے حال میں ہوتے تھے اسی لیے صوفیاء کرام کی یہی فطرت ہوتی ہے۔ اس نظریہ کے حامل علماً کی رائے میں یہ صوفیہ کی پہلی باقاعدہ جماعت تھی جس نے صوفیانہ ریاضت و مجاہدہ کو تمام دنیوی امور پر مقدم سمجھا اور مستقل طور پر بارگاہ نبوی ﷺ میں رہ کر سلوک و طریقت کی منازل طے کیں، انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:للفقراء الذین احصروا فی سبیل الله لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبهم الجاهل اغنیائَ من التعفف تعرفهم بسیماهم

ترجمہ:" خیرات ان لوگوں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں(کسب کے قابل نہیں رہے دین کے کاموں میں ہمہ تن مشغول ہیں) وہ زمین پر چل پھر نہیں سکتے ناواقف ان کو سوال نہ کرنے کے باعث تونگر اور دولت مند سمجھتے ہیں تم ان کو ان کے چہرے سے پہچان لیتے ہو"۔[14] اصحاب صفہ کی تعداد ستر سے سات سو تک بیان کی جاتی ہے۔ یہ لوگ مسجد نبوی کے چبوترا پر قیام کرتے اور ہمہ وقت تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کی جدوجہد میں مصروف رہتے تھے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

---

[11] ھندی، کنز العمال، 8:9، رقم: 24703، ترجمان القرآن لاہور

[12] ھیثمی، مجمع الزوائد، 58:10، دار السلام لاہور

[13] طبرانی، المعجم الکبیر، 251:18، رقم: 627، دار السلام لاہور

[14] سورہ بقرہ آیت 273

کان اذا صلی بالناس بخر رجال من قامتهم فی الصلاۃ من الخصل صہ وھم اصحاب الصفہ حتی تقول الاعراب ھولاء مجانین او مجانون فاذا صلی رسول اللہ انصرف الیھم فقال لو تعلمون مالکم عند اللہ لا جبتم ان تزدادو افاقہ و حاجہ

ترجمہ: "جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز پڑھارہے ہوتے تو اصحاب صفہ میں کئی افراد بھوک کے باعث کمزوری کی وجہ سے گر پڑتے اعراب کہتے یہ لوگ پاگل ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے۔ اگر تمہیں معلوم ہو تا کہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا (ثواب) ہے تو تم فقر اور فاقہ کا اضافہ چاہتے"۔[15]

اصحاب صفہ کے تجرد کے بارے میں امام صاوی اور علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

" ان لوگوں نے اپنی زندگی صرف عبادت اور انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تربیت پذیری پر نذر کر دی تھی۔ ان کے بال بچے نہ تھے اور جب شادی کر لیتے تو اس حلقہ سے نکل جاتے تھے"۔

مسلم شریف میں ہے حضرت عبد اللہ بن عباس سے راوی ہیں کہ:

وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحاب الصفتہ فرای فقرھم وجھہ ہم و طلب قلوبھم فقال ابشر وایا اصحاب الصفتہ فمن بقی من امتی علی النعت الذی انتم علیہ رضیاً بماَ فیہ فانھم من رفقائی فی الجنتہ

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس جا کی کھڑے ہوگئے اور ان کی تنگ دستی اور مجاہدے اور پھر اس حالت میں ان کے قلوب کے اطمینان کو دیکھا تو فرمایا اے صفہ والو! تمہیں مبارک کہ میری امت کا جو شخص اس صفت پر رہے گا جس پر تم ہو پھر اس پر راضی بھی رہے تو وہ جنت میں میرے رفقا میں ہو گا"۔[16]

2۔ صوفہ

زمانۂ جاہلیت میں "صوفہ "نام سے ایک قوم تھی اس قوم کے خانہ کعبہ کے مجاور تھے اور جن لوگوں نے ان سے مشابہت اختیار کی وہ صوفیہ کہلائے۔ گو عربی قواعد کی رو سے لفظ "صوفہ "سے "صوفی "نہیں بلکہ "صوفانی" بنتا ہے لیکن بعض ماہرین اس اشتقاق کو درست مانتے ہیں اور اس سلسلہ میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر "کوفہ "سے "کوفانی" کے بجائے "کوفی "بن سکتا ہے تو "صوفہ "سے "صوفی" کا اشتقاق بھی ممکن ہے۔ یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے۔

نوٹ: قوم صوفہ ایک غیر معروف قوم تھی جس کی جانب صوفیا کی توجہ مرکوز ہونا یا اس کے نام سے تشبیہ کا امکان قوی نہیں۔

3۔ سوفیہ

سوفیہ اصل میں ایک یونانی لفظ، sophos سے لیا گیا ہے جس کے معنی حکمت اور فارسی متبادلِ تصوف کی اصطلاح کے مطابق عرفان کے ہوتے ہیں اور اسی مناسبت سے تھیو صوفی کو اردو میں حکمت یزدانی کہا جاتا ہے۔ اس اصل الکلمہ کا تذکرہ سب سے پہلے البیرونی سے روایت کیا جاتا ہے۔ اس کو رد کرنے والے محققین کے نزدیک، ادبی طور پر یافقہ لسانیات کے لحاظ سے ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ ان کے مطابق sophos کو یونانی میں لکھنے کے لیے لفظ سگما استعمال کیا جاتا ہے اور عربی تراجم کے دوران اس کا متبادل سین آتا ہے نا کہ حرف صاد کا آتا ہو۔ بر خلاف، وہ محققین جو تصوف میں تھیو صوفی اور نو افلاطونیت جیسے افکار پر توجہ دیتے ہیں (مثال کے طور پر Rene Guenon المعروف عبد الواحد یحیٰی (1886ء تا 1951ء) وہ لفظ صوفی کے لیے sophos کی اصل ابائٹ کے حق میں علم الاعداد کا سہارا لیتے ہیں اور ان کے مطابق لفظ صوفی میں موجود اعداد کی تعداد حکمت الٰہیہ کے برابر ہے اس لیے صوفی، سوفیہ سے ہی مشتق ہے۔

❖ **تصوف کا آغاز و نظریہ**

---

[15] ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک الترمذی (م279ھ) الصحیح الجامع الترمذی، ج2ص433، مکتبہ دار السلام، لاہور، 2001

[16] مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری م(261ھ) الجامع الصحیح المسلم، ج1، ص447، مکتبہ دار السلام، لاہور، 2001

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

تصوف کا آغاز اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا"میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔" آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سکھانا باطنی علوم کے زمرہ میں آتا ہے۔ باطنی اور آسمانی علوم بنی نوع آدم کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کا ورثہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تصوف کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس طرح نوع انسانی میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے صوفی ہیں۔ پیغمبروں کی تعلیمات رہنمائی کرتی ہیں کہ ہر پیغمبر نے نوع انسانی کو اچھائی اور برائی کے تصور سے آگاہ کیا ہے اور خود اس پر عمل کر کے بامقصد زندگی گزارنے کا درس دیا ہے۔ پس پیغمبروں کی تعلیمات کے مطابق واحد ذات اللہ کی پرستش نہ ہو تو وہ ہرگز تصوف نہیں ہے۔ ہر پیغمبر کی تعلیمات کا مقصد توحید پرستی ہے۔ یہی سب باتیں پیغمبر ان علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے والا صوفی بتاتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے:

"اور ہم نے آسمان کو بروج سے زینت بخشی دیکھنے والوں کے لئے اور چھپا لیا ہم نے اس خوبصورت آرائش اور زینت کو شیطان مردود سے"۔[17]

صوفی اس کی تفسیر اس طرح بیان کرتا ہے جو لوگ آسمان پر بروج کی زینت کو نہیں دیکھتے یا دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے وہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو روحانی صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا ہے۔ ہر انسان اس صلاحیت کو بیدار کر کے آسمان پر بروج کو دیکھ سکتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

"پس خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں"۔[18]

یعنی نماز تو وہ پڑھتے ہیں لیکن انہیں نماز میں مرتبۂ احسان حاصل نہیں ہوتا۔ صوفی کہتا ہے جس کو نماز میں مرتبۂ احسان یعنی حضورِ قلب نہ ہو اس کی نماز، نماز نہیں ہے بلکہ اس کے لئے خرابی ہے۔ صوفی کا عقیدہ ہے کہ اگر انسان خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کو صدقِ دل کے ساتھ حاضر و ناظر جان کر صلوٰۃ قائم کرے تو اسے حضوریٔ قلب نصیب ہو جاتی ہے۔

سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے!

"اے گروہ جنات اور گروہ انسان! تم آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل کر دکھاؤ، تم نہیں نکل سکتے مگر سلطان سے"۔[19]

تصوف میں سلطان کا مطلب چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ کوئی انسان زمینی شعور میں رہتے ہوئے چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرلے تو وہ زمینی شعور سے باہر نکل سکتا ہے۔

ہر آسمان ایک شعور ہے آسمانی دنیا کو پہچاننے کے لئے ان شعوروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آسمانی دنیا سے واقفیت ہونا ضروری ہے۔ جب انسان سات شعوروں کا ادراک حاصل کرلیتا ہے تو اس میں عرش معلیٰ کو دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

❖ تصوف ظاہری و باطنی

ایک لفظ جو تصوف میں بکثرت استعمال ہوتا ہے وہ ہے باطنیت (esotericism) کا لفظ اور اس کو ظاہری زندگی یعنی ظاہریت (exotericism) سے اندرونی زندگی کو الگ شناخت دینے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے، گو ظاہری زندگی سے یوں تو مراد دنیاوی زندگی کی لی جاسکتی ہے اور عام انسان اس سے وہ زندگی لے سکتا ہے جو مذہبی زندگی (عبادت کے اوقات) سے علاوہ ہو لیکن تصوف میں ایک صوفی کی مراد اس ظاہری زندگی سے اس زندگی کی ہوتی ہے جو غیر صوفی بسر کرتے ہیں۔ لھذہ صوفی، خود کے لیے مرا ہوا اور خدا کے لیے زندہ ہوتا ہے۔

❖ صوفیاء کے درجات

تصوف کے درجات کو چار درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جن کی مختصر وضاحت کرتی چلوں۔

1۔ شریعت

---

17 القرآن، سورۃ الحجر: آیت نمبر 16-17

18 سورۂ ماعون، آیت نمبر 6

19 سورۂ رحمٰن، آیت نمبر 33

2۔ طریقت

3۔ حقیقت

4۔ معرفت

جب تک یہ تمام درجات اپنے درست مقام پر حاصل نہ کیے جائیں اس وقت تک یہ انسان کامل صوفی نہیں ہو سکتا۔ شریعت اسلام کا ظاہر ہے اور طریقت اس کا باطن ہے۔ اس کی سادہ سی مثال یوں دی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دور میں بھی منافقین مسلمانوں کی صفوں میں شامل تھے جو ظاہر میں تو ہر وہ عمل کرتے تھے جس کے کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے جیسے کہ نماز روزہ، جہاد وغیرہ مگر دل ہی دل میں وہ کافروں کے ساتھ تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ ہم ان مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ کی طرف سے ان کے سب حالات معلوم تھے اور بعض اوقات تو اکابر صحابہ کی جانب سے بھی ان کو قتل کر دینے تک کا مطالبہ کیا گیا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے جان و مال کو بالکل اسی طرح محفوظ رکھا جیسے کہ کسی مسلمان کا رکھا جاتا ہے یہاں پر ان کے ظاہر پر حکم لگایا گیا ہے جو شریعت ہی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ظاہر میں نماز روزے کی پابندی اور دیگر فرائض ادا کرتا ہے تو زبان شریعت میں اسے کوئی کافر نہیں کہہ سکتا۔ اب چونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ان کی حقیقت معلوم تھی اور اس بارے میں سورۃ المنافقین بھی اتری جس میں ان کی نیتوں کو بے نقاب کر دیا گیا تو طریقت کے اعتبار سے یہ لوگ کافر ہیں اور ہمیشہ جہنمی ہیں مگر ان کے اس ظاہر کی وجہ سے مسلمانوں کا کوئی قاضی ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا اور کوئی مفتی ان کے خلاف فتوی نہیں دے سکتا۔ یہاں پر اہل اللہ اور اولیاء اللہ اپنے باطنی نور سے ان کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں اور لوگوں کو ان کے شرور سے متنبہ کر دیتے ہیں۔[20]

مبحث دوم: ادوار تصوف

اسلام چونکہ قیامت تک کے لیے دین ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام و انصرام کیا ہے کہ ہر دور ہر زمانے و علاقے میں مرد حق، عالم باعمل، صوفی باصفا، عامۃ الناس کو صراط مستقیم پر چلانے کی بھرپور سعی کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنے مجاہدات، عبادات، معاملات، ریاضیات، اپنا اثر چھوڑتے رہے ہیں۔ اور ہر دور میں کثیر تعداد ان ہستیوں سے متاثر ہوتی رہی ہے۔ جہاں تک تصوف کے ادوار کی بات ہے تو تصوف کے ادوار میں مورخین اور صوفیاء کرام اس کو دو ادوار میں تقسیم کرتے ہیں جن کا تذکرہ میں اختصار کے ساتھ بیان کروں گی۔

تصوف کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلا دور عہد رسالت و صحابہ کا ہے۔ جبکہ دوسرا دور عہد تابعین و تبع تابعین ا اقران وغیر ہم کا ہے۔ جن کا تفصیلاً ذکر کیا جاتا ہے۔

- **دور اول (عہد رسالت ﷺ و عہد صحابہ)**

آپ ﷺ کی پوری زندگی سر شمئہ ہدالت ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خشیت الٰہی، اور تعمیل امر الٰہی میں صرف ہوا۔ آپ ﷺ نے مختصر سی مدت میں پوری دنیا میں اسلام کو پھیلایا، دین مکمل فرمایا، شریعت کا نفاذ کیا، کفر و شرک، بدعت کا خاتمہ کیا۔ آپ ﷺ کا عہد مبارک وہ عہد ہے جس میں ایک طرف قیصر دوسری طرف کسریٰ اور دونوں ہی اسلام کے دشمن، آپ ﷺ نے دونوں کو اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید سے ان دونوں کے درمیان مملکت اسلامیہ کو قائم کیا۔ تاہم بعد میں صحابہ نے قیصر و کسریٰ کا نام تک مٹا دیا اور ان کے پایہ تخت آپ حضرات کے قدموں تلے روندے گئے۔ عہد رسالت ہو بعد رسالت، صحابہ کو یہی خواہش ہوتی کہ وہ اپنی معاملات زندگی میں ہر چیز ہر طریقہ میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو اپنائے۔ وہ ہر عمل اسی طرح کرتے جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ آپ ﷺ کی رحلت کے بعد حضرات صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے مشن و مقصد کو آگے بڑھایا۔ چونکہ ہر سلسلہ تصوف کی نسبی منزل انہیں حضرات تک جاتی ہے اسی لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں سب سے بڑے صوفی یہی حضرات صحابہ کرام تھے۔ حضرات صحابہ کرام بالخصوص خلفاء الراشدین، عشرہ مبشرہ، حسنین کریمین، اہل بیت کی سادگی اور ان کا اوڑھنا بچھونا ان کے معاملات زندگی میں ان کی انتہائی سادگی کا عالم یہ ہوتا تھا کہ جن کی نظیر صحابہ کرام کے بعد نہیں ملتی۔ حضرت ابو بکر صدیق جو کہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہوئے اپنے گھر بار کے لیے سوائے اللہ کے رسول کے کچھ نہ چھوڑتے۔ صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس۔ وجود سخا اور دنیا سے بے رغبتی میں آپ کی شخصیت بے نظیر اور بے مثال ہے۔ اسی طرح وقت کے خلیفہ، خلیفہ دوم حضرت

[20] الزركلي، خير الدين، الأعلام، ج 3، صفحہ 23، دار العلم للملايين، بيروت

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس کے ایک بے مثال نمونہ ہیں۔ مثلاً پیوند لگے کپڑے پہننا، خواہشات نفسانیہ کا ترک کرنا۔ شبہات سے بچنا، کرامات کا ظاہر ہونا، قیام حق کے لیے مخلوق کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ سخت عبادات کو لازم پکڑنا۔ گویا کہ قبول اسلام کے بعد آپ نے ساری زندگی دین اسلام کی ترویج کے لیے گزار دی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو کہ صوفیانہ اخلاق میں تمکین واستقامت اور شرم وحیامیں سب سے نمایاں ہیں۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں

الا استحی من رجل تستحی منہ الملائکۃ [21]

ترجمہ: میں اس شخص سے شرم کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔

یحییٰ بن معاذؒ سے صوفی کے متعلق پوچھا گیام کہ صوفی کون ہے؟ توانہوں نے کہا:

"صوفی وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ بھی ہو اور ان سے جدا بھی ہو"۔ [22]

حضرت ابن الجلا سے فقیر صادق کے متعلق پوچھا تو کہا: "وہ جس چیز کو لے غیروں کے لیے، اپنے لیے نہ لے۔ یہی حال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تھا انہوں نے ابتداء اسلام میں جو ضیافیاں کی ہیں وہ اسی وصف کا نتیجہ تھیں"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تو صوفیہ کے نزدیک تصوف کا ماخذ ہیں۔ صوفیانہ حیثیت سے انہیں تمام اصحاب محمد ﷺ پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ انہوں نے بہت سے صوفیانہ نکات بیان کیے ہیں۔ جنید بغدادی کا قول ہے کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ لڑائیوں میں مشغول نہ رہتے تو ہم کو اس علم (تصوف) کے بہت سے نکات بتاجاتے۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو علم لدنی حاصل تھا۔ ان کے زہد کا حال یہ تھا کہ ایک بار بیت اللہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: "اے درہم و دینار! تم میرے علاوہ کسی اور کو اپنا فریفتہ بناؤ"۔ نماز کا وقت ہوتا تو آپ کا جسم اطہر کانپنے لگتا اور رنگت بدل جاتی دریافت کرنے پر بتاتے کہ امانت ادا کرنے کا وقت ہو چکا ہے۔ آپ کی اس سے بڑی اور کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ قیامت تک کے لیے اولیاء کرام کا سلسلہ آپ پر ہی منتہی ہوتا ہے، تمام اولیاء مشائخ آپ ہی کے بحر فیض وبرکات میں غوطہ زن ہیں۔ [23]

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کا حواری ہونے کا شرف حاصل ہے ہر طرح کا ظلم سہا اور مصائب کے باوجود اسلام پر ہمہ وقت قائم رہے۔ آپ رضی اللہ وعنہ کا دامن اخلاقی زور وجواہر سے مالا مال تھا۔ تقویٰ، پارسائی، حق پسندی، بے نیازی، سخاوت وجود اور ایثار و قربانی کے شیوہ سے معمور تھے۔ رقت قلب، عبرت پریزی کا عالم یہ تھا کہ معمولی سے واقعہ پر دل کانپ اٹھتا تھا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ﷺ ہیں۔ قبول اسلام کے بعد انتہائی سخت سے سخت مصائب و آلام برداشت کیے۔ یہی وہ ہستی ہیں جن کے بارے خود محسن کائنات ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

"جو یہ پسند کرتا ہے کہ زمین پر چلتے ہوئے شہید کو دیکھے اسے چاہیے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے"۔ [24]

دوسری جگہ سردار کائنات ﷺ نے فرمایا:

"طلحہ وزبیر جنت میں پڑوسی ہیں"۔ [25]

آپ کے وجود وسخا کا عالم یہ تھا کہ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ زمین کا ٹکڑا 70 ہزار میں بیچا یہ مال آپ کے پاس رات کو پہنچا اسی وقت سارا کا سارا اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا صبح تک آپ کے پاس اس مال میں سے کچھ بھی نہ تھا۔

اسی طرح جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی حب رسول، انفاق فی سبیل اللہ، وجود وسخا، فیاضی جیسے اوصاف سے متصف تھے۔ یہ وہ ہیں جن کے بارے سردار کائنات ﷺ نے یوں دعا کی:

---

21 کاظمی، سید مظہر سعید، شجرہ طیبہ چشتیہ، ص 13، انوار العلوم ملتان، 1998ء

22 بدر، اخلاق احمد، مزارات اولیاء ڈیرہ غازی خان، ص 71، شاد باغ لاہور، 1995ء

23 چشتی، علی اصغر، مختصر سوانح ارواح اربعہ، ص 73، تنویر الاسلام لاہور، 2002ء

24 چشتی، محمد نجیب، عرفانی حیات، ص 8، فائن بکس پرنٹر، لاہور، 1997ء

25 ایضا: ص 9

"اے اللہ !عبد الرحمٰن بن عوف کو جنت کی سبیل سے سیر اب فرما"۔[26]

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسے شخصیت سے کون واقف نہیں؟ آپ کا نام جندب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فقر تا،عابد،زاہد اور تارک دنیا تھے۔ دنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے۔ وصال النبی ﷺ کے بعد تو آپ نے دنیا سے بالکل قطع تعلق کر لیا تھا۔ آپ کی پوری حیات مکمل زہد و تقویٰ کی نظیر تھی۔ حتی کہ آپ کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں ابو ذر میں عیسیٰ بن مریم جیسا زہد ہے"۔[27]

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دوست (یعنی نبی مکرم ﷺ) نے وصیت فرمائی تھی مساکین سے محبت کی،اپنے سے نیچے دیکھنے کا حکم اور اپنے سے اوپر دیکھنے سے منع، حق بات کہنے کی،اور اللہ کے راستے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کروں"۔[28]

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ آپ ایک عظیم الشان وشوکت جلیل القدر صحابی رسول ہیں۔ آپ کا زہد وورع اس نہج پر پہنچ گیا تھا جہاں سے رہبانیت شروع ہوتی ہے۔ لیکن آپ نے رہبانیت اختیار نہ کی بلکہ لوگوں کے درمیان میں رہے اور مختلف عہدوں پر بھی فائز رہے۔ لیکن اپنی فطرت،عادات،عبادات کو نہیں بدلہ، آپ مال ومتاع جمع کرنا برا خیال کرتے تھے۔

❖ **دور ثانی (عہد تابعین وتبع تابعین، اقران وغیر ہم)**

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جانثار صحابہ آپ ﷺ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔اسی طرح پھر تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے تربیت یافتہ تھے۔اور تابعین کے تربیت یافتہ ان کے تبع تابعین تھے۔ یہ عظیم ہستیاں انہوں نے اپنے دور کے ہر فتنے ،ہر طوفان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ خاص طور سے فلسفہ کی وجہ سے عقیدت کا طوفان اٹھا، جس نے دین میں نئے فرقے کی بنیاد ڈالی تھی معتزلہ، جہیمیہ، قدریہ، وغیرہ جیسے فرقے فتنے بن کر رونما ہوئے۔ جن کی بھرپور مخالفت سب سے زیادہ امام احمد بن حنبل نے فرمائی۔ جس کی پاداش میں انہیں زنجیروں سے جکڑ کر کوڑے مارے گئے، قیدی بنایا گیا، لیکن حق پر ڈٹ کر استقامت میں ذرا سی لغزش نہ آنے دی قربان جاؤں میں آپؒ کے کردار پر آپؒ کی سیرت پر۔ یہی وہ افراد تھے جنہیں دنیا کی غرض تھی نہ مال و دولت کی، بس ان کا مقصد حیات ہی فقط اعلائے کلمۃ الحق تھا۔ اسی مقصد میں انہوں نے زندگیاں قربان کیں اور سرخرو ہوئے۔ یہی وہ باکمال تصوف کے چوٹی کے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں میں فلاح انسانیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد کسی میں ذرہ برابر کمی نہ کی۔ یہ لوگ صائم النہار اور قائم اللیل تھے۔ انہیں حکمرانوں بادشاہوں کا رعب و دبدبہ کچھ متاثر نہ کرتا۔ خود حکمران بادشاہ ان سے ملنے آتے اور یہ ان سے ملنے سے بھی گریز کرتے۔ کبھی خود چل کر حکمران کے پاس نہ گئے۔ انہیں اپنے رب کا ذکر وشکر کرنے سے فرصت ہی نہ ہوتی تھی۔ ان پر خشیت الٰہی کا ہمہ وقت غلبہ رہتا تھا۔ توبہ واستغفار میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے دنیاوی دوری کو قلب اطہر سے بھی دور کر دیا۔ آیئے ہم ان ہستیوں میں سے چند ایک کا اختصار کے ساتھ ان کی زندگیوں کو دیکھیں۔

حضرت اویس قرنیؒ وہ ہستی کہ جن کے بارے میں آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

ان خير التابعين رجل يقال له اويس

ترجمہ: بے شک ایک بہترین تابعی ہونگے جن کا نام اویس ہو گا۔[29]

آپ ایک عظیم صوفی، بزرگ، فنافی اللہ، شخص تھے۔ دنیا سے بے رغبتی،مال و دولت سے دوری آپ کا شیوہ تھا۔ روز جتنی ضرورت ہوتی اتنا معاش کماتے۔ آپ کی سادگی اور غنا کی مثالوں سے کتب سیرت بھرے پڑے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ کی شخصیت،عالم،فقیہ، ثقہ،عبادت گزار،زاہد،عابد، متقی، حسین وجمیل صورت وسیرت کے مالک،فصاحت وبلاغت کے دریا،عزت وجلالت کا مظہر تھی۔ آپ کی ان صفات سے حضرت عمر فاروق متاثر ہو کر یوں دعا دیتے ہیں کہ:

---

26 احمد بن حنبل،امام،مسند احمد بن حنبل،ج1 ص231، مطبع قشیریہ مصر،1313ھ

27 ترمذی،ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ،الجامع الصحیح الترمذی،ج2، ص222،قدیمی کتب خانہ کراچی،1357ھ

28 ایضا:ج2،ص223

29 تبریزی،ولی الدین،مشکوٰۃ المصابیح،ص582،قدیمی کتب خانہ کراچی،1357ھ

"اے اللہ حسن بصری کو دین کی سمجھ عطا فرما اور لوگوں کا محبوب بنا"۔

حضرت حبیب عجمیؒ بھی ایک زاہد، عبادت گزار، متقی، عظیم صوفی شخص تھے۔ آپ محنت مزدوری کر کے کفالت کرتے اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت اور خدمت خلق میں مشغول رہتے۔ حیا کا معیار یہ تھا کہ ایک کنیز آپ کے پاس طویل مدت تک رہی آپؒ نے کبھی اس کا چہرہ تک نہ دیکھا حتی کہ ایک بار اسی کنیز سے کہا کہ میری کنیز کو بلاؤ اس نے کہا میں ہی آپ کی کنیز ہوں، آپؒ نے فرمایا میرا خیال سوائے اللہ کے کہیں نہیں ہوتا اس لیے پہچان نہ سکا۔ آپؒ سے پوچھا گیا بتائیں رضا کس شئے میں ہے؟ آپؒ نے فرمایا:

"رضا تو صرف اسی قلب کو حاصل ہے جس میں کدورت نہ ہو"۔[30]

اہل تقویٰ و صفا کے شیخ حضرت فضیل بن عیاضؒ ابتداء راہزنی کیا کرتے تھے۔ آپ تصوف کے دروازے سمجھے جاتے ہیں۔ عبادت و ریاضت میں اوج کمال حاصل تھا۔ آپ کے کلام حقائق تصوف کی تفسیر ہیں۔ فرماتے ہیں:

من عرف اللہ حق معرفتہ عبدہ بکل طاقتہ [31]

ترجمہ: "جس نے اللہ کو پہچان لیا جیسا کہ اس کو پہنچاننے کا حق ہے تو وہ اپنی پوری طاقت سے اس کی عبادت کرتا ہے"۔

مزید فرماتے ہیں:

اصل الزہد الرضا عن اللہ تعالیٰ [32]

یعنی زاہد کی اصل اللہ کی رضا ہے۔

الغرض ان تمام شخصیات کے علاوہ، سفیان ثوریؒ، عبد اللہ بن مبارکؒ، ابراہیم بن ادہمؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، بشر الحافیؒ، ذوالنون مصریؒ، جنید بغدادیؒ، امام غزالیؒ، جیسے عظیم الشان شخصیات جن کی زندگیوں نے اہل تصوف کو راہ حکمت سے نوازا، اور ان کے خیالات و افکار سے امت کو سیدھی راہ کی توفیق ہوئی، ان کی خدمات سے امت کو فائدہ پہنچا۔ آپ حضرات کی طبیعت میں دنیا سے بے رغبتی، دین سے والہانہ عشق، عبادت سے لگاؤ، خلوت نشینی، ترک دنیا و مافیہا، درس و تدریس، تبلیغ و نصائح آپ حضرات کی زندگیوں کا خاص شیوہ رہا ہے۔ آپ حضرات کی زندگی کا مقصد توحید خالص کا اعلان، اس کے لیے محنت و کاوشیں تھیں۔ یہ شخصیات عشق الٰہی کے بحر بیکراں میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ انہیں دنیا و مافیہا سے کوئی غرض نہ تھی۔ ہر کام میں رضائے الٰہی کے متلاشی تھے۔ تمام عمر عبادات میں مصروف رہتے، گوشہ نشین ہو کر ذکر و اذکار کرتے اور گریہ وزاری کرتے۔ اللہ کی رضا خاطر مخلوق کی خدمت کرتے۔ یہی لوگ حقیقی فنا فی اللہ تھے۔ خود بھوکے رہتے دوسروں کو کھانا کھلاتے، خود گیلے میں سوتے لیکن انہیں سوکھے میں سلاتے خود پھٹے پرانے پیوند لگے کپڑے زیب تن کرتے لیکن لوگوں کو صاف ستھرے کپڑے پہناتے۔ ان کا ایک لمحہ دل خدا کی یاد سے غافل نہ رہتا۔ ہر عمل رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر کرتے۔ خود ہی سنت پر عمل پیرا نہ ہوتے بلکہ لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیتے۔ ان حضرات نے رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کے فریضے کی تکمیل میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ لوگوں کو علم و حکمت کی تعلیم دیتے۔ ان کا تصفیہ قلب تزکیہ قلب کرتے۔ یہ ہستیاں ظاہر افعال کے بجائے باطنی افعال پر زور دیتی ہیں۔ لوگوں کے اخلاق عادات رسومات کو سدھارتے ہیں۔ در حقیقت یہی وہ روشن ستارے ہیں جو امت کے لیے ہر دور میں رحمت کا باعث ہوئے ہیں۔ یہی لوگ اللہ کے دوست ہیں انہیں کوئی ڈر نہیں کوئی خوف نہیں۔ ان میں سے بعض مفسر ہیں، محدث ہیں، مبلغ ہیں، مناظر ہیں، مدرس ہیں، فقیہ ہیں، مجتہد ہیں، منطقی ہیں، فلسفی ہیں، صوفی ہیں، سیاست دان ہیں سب انہیں میں سے ہیں۔ مخلوق ان کی اطاعت کرتی ہے کیونکہ یہ اللہ کے مطیع ہیں۔ یہ لوگ جب زندہ ہوتے ہیں تو لوگوں کا ہجوم ان کے در پر ہر وقت ڈیرہ جمائے ہوتا ہے۔ ان کے مواعظ و نصائح کو بغور سنتے ہیں۔ جب یہی ہستیاں وفات پاتی ہیں تو ان کا مرقد مرجع خلائق ہو جاتا ہے۔

---

[30] عطار، فرید الدین، تذکرۃ الاولیاء ج1، ص50، مطبع ناظری، لاہور، 1382ھ

[31] ہجویری، مخدوم علی، کشف المحجوب، ص113، مکتبۃ الازہر، مصر، 1974ء

[32] اسلمی، عبد الرحمٰن، طبقات الصوفیہ، ص10، المکتبۃ الاثریہ، مصر 1372ھ

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مبحث سوم: مشہور سلاسل تصوف

(1) سلسلہ نقشبندیہ

❖ تعارف

اس سلسلہ کے سر خیل خواجہ احمد یسوی (المتوفی 1166ء) ہیں۔ جنھیں لوگ خواجہ عطا کہتے تھے۔ ان کے بعد خواجہ عبد الخالق غجدوانی (المتوفیٰ 1179ء) کے ذریعہ اس سلسلے کے روحانی نظام کو اِستحکام ملا۔ ان کے بعد خواجہ بہاالدین نقشبند (1389ء-1318ء) کی ذات بابرکات تھی جن کی وجہ سے اس سلسلے کو قُبولیتِ عام اور شہرت تام ملی۔ ان کی بے پناہ جدوجہد کی وجہ سے ہی آپ کے بعد اس سلسلہ کا نام سلسلۂ نقشبندیہ کے طور پر مشہور ہو گیا۔

اکبر بادشاہ کے عہد میں خواجہ باقی باللہ نے نقشبندی سلسلے کو ہندوستان میں اِستحکام بخشا۔ اُن کے حلقۂ مریدین میں سے ایک بڑی ہی نام ور شخصیت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی ہیں۔ اس سلسلہ کی ترویج واشاعت میں آپ نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ تحریک تصوف میں مجدّد صاحب کی ایک بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے شریعت اور سنت کی اِتباع پر زور دے کر رسمی طور پر داخل ہو جانے والے غیر اِسلامی عناصر کو اسلامی فکر سے بالکل علاحدہ کر دیا۔ اور تحریک تصوف میں پھر سے نئی جان ڈال دی۔ اس سلسلے کے مشہور بزرگوں نے مثلاً: خواجہ محمد معصوم، خواجہ سیف الدین، شاہ ولی اللہ، مرزا مظہر جان جاناں، اور شاہ غلام علی، خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری، خواجہ نور محمد فنافی الرسول، میاں شیر محمد شرقپوری وغیرہ نے سلسلے کی ترویج واِشاعت میں بے حد کامیاب کوششیں کیں۔

❖ سلسلہ نقشبندیہ کی بنیادی خصوصیات

1۔ ذکر خفی

یہ وہی طریقہ ہے کہ جو صحابہ کرامؓ اور نبی کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ کا طریقہ تھا۔ ذکر واذکار میں تنہائی پسند ہوتے تھے۔ اور رات کی تاریکی اور گنجان جگہوں پر جاکر عبادات میں مصروف ہوا کرتے تھے۔

2۔ محبت شیخ

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی امتیازی خصوصیات میں پہلا زینہ متابعت رسولؐ اور دوسرا زینہ محبت شیخ ہے۔ محبت شیخ کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ طریقہ نقشبندیہ کا دارومدار دو اصولوں پر ہے۔ پہلا سنت رسولؐ پر اس حد تک استقامت کرنا کہ اُسکے چھوٹے اور معمولی آداب بھی ترک نہ ہونے پائیں۔ اور دوسرا شیخ طریقت کی محبت اور خلوص ہے۔

صحبت شیخ

صحبت شیخ بھی محبت شیخ کے ضمن میں آتی ہے۔ جس قدر صحبت شیخ زیادہ ہو گی اسی قدر محبت شیخ میں اضافہ ہو گا۔ اسی لیے مشائخ نقشبندیہ نے صحبت شیخ زیادہ سے زیادہ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ تاکہ طالب شیخ کی مجلس میں رہ کر فیض وبرکت حاصل کرے۔ اسی لیے حضرت امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ یعنی سلسلہ نقشبندیہ میں افادہ واستفادہ کا دارومدار صحبت شیخ پر ہے۔

رابطہ شیخ

ہر وقت ہر جگہ قلب میں تصور شیخ کے ذریعے شیخ طریقت سے اپنا رابطہ قائم رکھے۔ کیونکہ بعض اوقات بدنی صحبت میسر نہیں ہوتی تو تصور شیخ سے بھی رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ رابطہ شیخ وہ کیمیاء اثر نسخہ ہے جس کے ذریعے فنافی الشیخ اور فنافی الرسولؐ کے بعد فنافی اللہ جیسے اعلیٰ مقامات تک رسائی ہو سکتی ہے۔[33]

❖ اصطلاحات نقشبندیہ

---

[33] بغدادی، محمد بن سلیمان، تحفہ نقشبندیہ، صفحہ 40 تا 50، مطبوعہ دار الاخلاص لاہور 2017

حضرات نقشبندیہ نے اپنے طریقہ کی بنیاد گیارہ کلمات پر رکھی ہے۔ یہ کلمات خواجہ خواجگان حضرت عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری سے مروی ہیں اور یہ اصطلاحات اشغال واعمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

1۔ ہوش دردم

یہ کہ سالک کا ہر سانس حضورو آگاہی یعنی ہر دم ہوش میں ہو۔ تا کہ کوئی سانس غفلت ومعصیت میں نہ گزرے۔ اور ہر وقت سانس کی حفاظت کرے تا کہ رابطہ ٹوٹنے نہ پائے اور وابستگی قائم رہے۔ یہ اصل میں پاس انفاس ہی ہے۔

2۔ نظر برقدم

یعنی اپنی نگاہ اپنے پاؤں کی طرف رکھنا۔ کیونکہ نیچی نظر رکھنا سنت رسولؐ ہے۔ تا کہ نظر کی محافظت ہو سکے۔ اور کوئی بصری آلائش یا نقش و نگار پردہ و در حسن وجمال خوبرویاں دل کو پراگندہ نہ کر سکیں۔ اس لیے سالک کو راہ چلتے ادھر اُدھر نہ دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ نظر کی آلودگی ایک ایسا زہر آلودہ تیر ہے۔ جس سے شکار اور شکاری دونوں ہلاک ہو جاتے ہیں۔

3۔ سفر در وطن

سفر در وطن کے معنی ہیں کہ اپنے باطن میں سفر کرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے اندر ان صفات حسنہ کو تلاش کرے جن کی استعداد اس کے اندر رکھ دی گئی ہے۔ اور جو اس کی روح کی پہلی کائنات ہے۔ لہٰذا آدمی صفات بشریہ کو چھوڑ کر صفات ملکیہ حاصل کرے یعنی طلب جاہ، بغض، حسد، کینہ کو دل سے نکال باہر پھینکے اور اپنے دل کو اُن سے بالکل پاک کر دے۔

4۔ خلوت در انجمن

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے۔ اور اپنے تمام مشاغل روزمرہ از قسم طعام و قیام اکل و شرب۔ نشست و برخاست، معاملات فہم وادراک وغیرہ پر اللہ جل شانہ کے ساتھ تعلق کو قائم رکھے۔ اس کے لیے طہارت کوئی شرط نہیں ہے بلکہ روزمرہ زندگی میں اللہ تعالیٰ سے اس قدر قربت عین اسلام ہے۔

5۔ یاد کرد

یاد کرد ذکر اور گیان کے ہم معنی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اپنے شیخ سے سیکھے ہوئے ذکر بروقت ادا کرنا ہے ذکر اس کثرت سے کرے کہ اللہ جل شانہ کی حضوری حاصل ہو جائے۔ امام طریقت حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر سے مقصود یہ ہے۔ کہ ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے۔ ذکر غفلت سے باز رکھتا ہے۔ اسی لیے ابتدائی طور پر ذکر اثبات و نفی یا مجرد ذکر کی تلقین کی جاتی ہے۔ نیز ذکر سے مراد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی تعلیمات کے علاوہ صفات الٰہیہ کو اپنے معانی کے ساتھ ذہن نشین کرنا ہے۔

6۔ بازگشت

یعنی رجوع کرنا یا پھرنا اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے۔

7۔ نگہداشت

اس سے یہ مطلب ہے کہ ذاکر اپنے قلب کے خطرات اور احادیث نفس نگاہ میں رکھے۔ اور کمال ہوشمندی سے رہے۔ اور جو وساوس وخیالات غیر خدا دل میں آئیں۔ اُن کا ابتدا ہی سے تدارک کرے۔

8۔ یاداشت

یاداشت فکر اور دھیان کے ہم معنی ہے۔ اور اس سے مراد دوام آگاہی بحق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

9۔ وقوف زمانی

وقوف زمانی اور ہوش دردم تقریباً ہم معنی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ ہوش دردم مبتدی کے واسطے ہے۔ ہر لحظہ اور ہر لمحہ احتیاط ہے۔ اور وقوف زمانی متوسط کے لیے مناسب ہے۔ کہ کچھ کچھ دیر بعد تامل کرے اور وقوف زمانی سے محاسبہ بھی کیا جاتا ہے۔ کہ نفس کس سمت کو جارہا ہے۔

10۔وقوف عددی

وقوف عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر سے واقف رہنا ہے۔اور جب ذکر حق کرے تو طاق عدد پر کرے۔نہ کہ جفت عدد پر۔کیونکہ للہ وتر ویحب الوتر۔لیکن ذکر عددی کے ساتھ ذکر قلبی بھی ضروری ہے۔

11۔وقوف قلبی

وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے۔اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے۔تاکہ سب طرف سے توجہ ٹوٹ کر معبود حقیقی کی طرف ہو جائے۔اور وساوس وخطرات دل میں داخل ہی نہ ہونے پائیں۔[34]

❖ **مشہور مشائخ کرام**

1۔حضرت بایزید بسطامیؒ

❖ **تعارف**

حضرت بایزید بسطامی جو شیخ اَبو یزید البسطامی اور طیفور ابو یزید بسطامی کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں، اصل نام اَبو یزید طیفور بن عیسیٰ بن شروسان البِسطامِی اور کنیت ابو یزید ہے۔فارس(ایران) کے صوبے بسطام میں پیدا ہوئے۔بسطامی آپ کے نام کے ساتھ اسی نسبت سے لگایا جاتا ہے۔آپ کے آباؤ اجداد مجوسی تھے جو بعد میں اسلام کی طرف راغب ہوگئے۔بسطام ایک بڑا قریہ ہے جو نیشاپور کے راستے میں واقع ہے آپ کے دادا کے تین بیٹے تھے، آدم، طیفور(بایزید کے والد) اور علی یہ سارے بڑے ہی زاہد اور عبادت گزار تھے وفات 261 ہجری میں ہوئی۔آپ معروف ترین مسلم صوفیہ کرام میں سے ایک ہیں۔آپ نے دنیا ترک کر دی اور بارہ سال تک جنگلوں میں ریاضت کی۔تصوف میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔آپ کو علم باطن میں امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے۔آپ کے معتقدین کو طیفوریہ اور بسطامیہ کہا جاتا ہے۔[35]

آپ کا مقام و مرتبہ:

امام مناوی فرماتے ہیں کہ ابو یزید بسطامی عارفین کے اماموں کے بھی امام تھے اور محققین صوفیہ کرام کے مشائخ کے شیخ تھے تمہارے لیے ان کے بارے میں جناب خانی کا یہ قول ہی کافی ہے کہ آپ انہیں سلطان العارفین کہا کرتے تھے اور ابن عربی انہیں ابو یزید اکبر کہا کرتے تھے اور انہوں نے ذکر کیا کہ آپ اپنے زمانہ کے قطب غوث تھے۔[36]

شیخ ابو سعید کا قول ہے کہ میں پورے عالم کو آپ کے اوصاف پر دیکھتا ہوں لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے مراتب کو کوئی نہیں جانتا۔[37]

آپ نے 15 شعبان 231ھ بسطام میں انتقال کیا۔

2۔حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

❖ **تعارف**

شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی(مکمل نام: شیخ احمد سرہندی ابن شیخ عبد الاحد فاروقی)(پیدائش:26 جون 1564ء—وفات:10 دسمبر 1624ء) دسویں صدی ہجری کے نہایت ہی مشہور عالم و صوفی تھے۔جو مجدد الف ثانی اور قیوم اول سے معروف ہیں۔

---

34 بغدادی، محمد بن سلیمان، تحفہ نقشبندیہ، صفحہ 36 تا 45، مطبوعہ دار الاخلاص لاہور 2017

35 عطار، شیخ فرید الدین، تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 94 الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور، 2001

36 توکلی، نور بخش، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص 51

37 ایضاً

آپ کی ولادت جمعۃ المبارک 14 شوال 971ھ (یہی خواجہ باقی باللہ کا سال ولادت ہے) بمطابق 26 مئی 1564ء کو نصف شب کے بعد سرہند شریف ہندوستان میں ہوئی۔[3] آپ کے والد شیخ عبد الاحد ایک ممتاز عالم دین تھے اور صوفی تھے۔ صغر سنی میں ہی قرآن حفظ کر کے اپنے والد سے علوم متداولہ حاصل کیے پھر سیالکوٹ جا کر مولانا کمال الدیّن کشمیری سے معقولات کی تکمیل کی اور اکابر محدّثین سے فن حدیث حاصل کیا۔ آپ سترہ سال کی عمر میں تمام مراحل تعلیم سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ تصوف میں سلسلہ چشتیہ کی تعلیم اپنے والد سے پائی، سلسلہ قادریہ کی اور سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیم دہلی جا کر خواجہ باقی باللہ سے حاصل کی۔ 1599ء میں آپ نے خواجہ باقی باللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کے علم و بزرگی کی شہرت اس قدر پھیلی کہ روم، شام، ماوراء النہر اور افغانستان وغیرہ تمام عالم اسلام کے مشائخ علما اور ارادتمند آکر آپ سے مستفید و مستفیض ہوتے۔ یہاں تک کہ وہ "مجدد الف ثانی" کے خطاب سے یاد کیے جانے لگے۔ یہ خطاب سب سے پہلے آپ کے لیے "عبد الحکیم سیالکوٹی" نے استعمال کیا۔ طریقت کے ساتھ وہ شریعت کے بھی سخت پابند تھے۔ آپ کو مرشد کی وفات (نومبر 1603ء) کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کی سربراہی کا شرف حاصل ہوا اور آخری عمر تک دعوت وارشاد سے متعلق رہے سرہند میں بروز سہ شنبہ 28 صفر المظفر 1034ھ بعمر 62 سال اور کچھ ماہ وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔[38]

❖ آپ کے القابات

بارگاہ فلک رفعت، آرام گاہ عالی مرتبت، دربار گوہر بار، مزار، اعلیٰ عظیم البرکت، قیوم ملت، خزینۃ الرحمۃ، محدث رحمانی، غوث صمدانی، امام ربانی، المجدد المنور الف ثانی، ابو البرکات شیخ بدر الدین احمد فاروقی، نقشبندی، سرہندی وغیرہ آپ کے القاب ہیں۔

❖ آپ کی مشہور تصنیفات

1۔ اثبات النبوۃ
2۔ رسالہ تہلیلیہ
3۔ رد روافض
4۔ شرح رباعیات
5۔ عارف لدنیہ
6۔ مبدا و معاد
7۔ مکاشفات عینیہ
8۔ مکتوبات امام ربانی
9۔ رسالہ جذب و سلوک
10۔ تعلیقات عوارف المعارف
11۔ رسالہ آداب المریدین
12۔ رسالہ اثبات الواجب
13۔ رسالہ علم حدیث
14۔ رسالہ حالات خواجگان نقشبند

❖ آپ کے خلفاء

38 شیخ احمد سرہندی، ردِ روافض، صفحہ 35، مدنی کتب خانہ، گنپت روڈ، لاہور

بے شمار سالکین نے شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔ منقول ہے کہ آپ کے مریدوں کی تعداد نو لاکھ کے قریب تھی اور تقریباً پانچ ہزار خوش نصیب حضرات کو آپ سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ چند خلفا کے نام درج ذیل ہیں۔

الحاج خضر خان افغان بہلول پوری (متوفی 1035ھ/1625ء)

خواجہ ہاشم برہانپوری (متوفی 1054ھ/1644ء)

خواجہ محمد سعید (بسر) (متوفی 1070ھ/1660ء)

خواجہ شاہ محمد یحیی (بسر) (متوفی 1096ھ/1685ء)

خواجہ محمد صادق (بسر) (متوفی 1025ھ/1616ء)

خواجہ محمد صدیق کشمی دہلوی (متوفی 1051ھ/1642ء)

خواجہ محمد معصوم (بسر) (متوفی 1079ھ/1668ء)

خواجہ محمد فرخ (بسر) (متوفی 1025ھ/1616ء)

سید محب اللہ مانک پوری (متوفی 1058ھ/1648ء)

شیخ آدم بنوری (متوفی 1054ھ/1644ء)

شیخ بدیع الدین سہارنپوری (متوفی 1042ھ/1633ء)

شیخ حسن برکی (متوفی 1046ھ/1637ء)

شیخ حمید بنگالی (متوفی 1050ھ/1642ء)

شیخ طاہر بدخشی (متوفی 1047ھ/1637ء)

شیخ طاہر لاہوری (متوفی 1047ھ/1637ء)

شیخ عبد الہادی فاروقی بدایونی (متوفی 1041ھ/1629ء)

شیخ عبد الحی حصاری (متوفی 1070ھ/1660ء)

شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی (متوفی 1050ھ/1640)

شیخ مزمل پورپی (متوفی 1026ھ/1617ء)

مولانا صادق کابلی (متوفی 1018ھ/1609ء)

مولانا فرخ حسین ہروی (متوفی 1068ھ/1657ء)

مولانا محمد صالح کولابی (متوفی 1038ھ/1628ء)

مولانا محمد یوسف سمرقندی (متوفی 1024ھ/1613)

مولانا یار محمد قدیم بخشی طالقانی (متوفی 1046ھ/1637ء)

میر محمد نعمان اکبر آبادی (متوفی 1058ھ/1648ء)[39]

❖ **چند دیگر مشائخ کرام کے نام ذیل ہیں۔**

حضرت محمد باقی باللہ دہلویؒ

[39] رانجھا، محمد نذیر، تاریخ وتذکرہ خانقاہ سرہند شریف، صفحہ 435 تا 438

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

مولانا محمد مقتدیٰ امکنگی

مولانا خواجہ درویش محمد

مولانا محمد زاہدؒ

خواجہ علاؤالدین عطار

سید بہاؤالدین محمد نقشبندؒ

محمد باباسماسیؒ

امام ابوالقاسم قشیریؒ

سید الطائفہ جنید بغدادیؒ[40]

(2) سلسلہ چشتیہ

❖ تعارف

فقرا اور درویشوں کا مسلک اور سلسلہ جس کے بانی حضرت علی کی نویں پشت میں سے ایک بزرگ ابو اسحاق شامی تھے۔ بعض روایات کے مطابق یہ بزرگ ایشیائے کوچک سے آئے اور چشت نام کے ایک گاؤں میں جو علاقہ خراسان میں ہے مقیم ہوئے۔ بعض کے نزدیک شام میں اقامت پزیر ہوئے اور وفات پر وہیں دفن ہوئے۔ خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے بعد سلسلہ چشتیہ کا فروغ خواجہ مودود چشتی کے ذریعہ بہت ہوا ان کے زمانے میں سلسلہ چشتیہ بلخ سے بغداد و ہند تک پہنچ چکا تھا اس لئے آپ کو سلسلہ چشتیہ کے امام طریقت اور شیخ الشیوخ بھی کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس سلسلے کا بانی معین الدین چشتی نام کے ایک بزرگ کو قرار دیتے ہیں اس لئے آپ نے ہی ہندوستان میں زیادہ پھیلا یا کئی لوگ چشت کے ابو احمد ابدال کو اس کا بانی سمجھتے ہیں اور پاک و ہند میں اس کا مبلغ معین الدین چشتی کو قرار دیتے ہیں جن کے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے۔ ان کے خلیفہ بابا فرید الدین گنج شکر کا مزار پاکپتن "پاکستان" میں ہے۔ بابا فرید کے دو مرید تھے، علی احمد صابر کلیر جن کا مزار رڑکی کے قریب پیران کلیر میں ہے ان کے پیرو صابری چشتی کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کے دوسرے ممتاز مرید نظام الدین اولیاء تھے۔ جن کا مزار دہلی میں ہے۔ ان کے پیرو نظامی کہلاتے ہیں۔[41]

❖ سلسلہ چشتیہ نظامیہ

سلسلہ چشتیہ نظامیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے عظیم المرتبت مرید حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی جانب منسوب چشتی سلسلہ ہے پاکستان میں اس سلسلہ کے معتبر مکاتب میں پیر صاحب آف مہار شریف حضرت خواجہ نور محمد مہاروی حضرت خواجہ غلام فریدؒ کوٹ مٹھن شریف خواجہ پیر صاحب آف تونسہ شریف پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی، پیر صاحب آف سیال شریف شمس الدین سیالوی اور پیر صاحب آف گولڑہ شریف قبلہ عالم حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ گیلانی حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ گڑھی اختیار خان رحیم یار خان معروف نام ہیں۔

❖ سلسلہ طریقت چشتیہ کے شیوخ کے نام

ابو اسحاق شامی

ابو احمد ابدال

ابو محمد ابدال چشتی

ابو یوسف چشتی

قطب الدین مودود چشتی

---

40 السلمی، أبو عبد الرحمن، طبقات الصوفیہ، ص67–68، دار الکتب العلمیہ ط2003.

41 السلمی، أبو عبد الرحمن، طبقات الصوفیہ، ج1، ص122

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

نیر الدین حاجی شریف زندنی

عثمان ہارونی

معین الدین چشتی

قطب الدین بختیار کاکی

بابا فرید گنج شکر

نظام الدین اولیاء

نصیر الدین محمود چراغ دہلوی[42]

❖ سلسلہ طریقت مودودیہ چشتیہ

سلسلہ چشتیہ کی مودودیہ شاخ کے بانی اور جد اعلیٰ خواجہ قطب الدین مودود چشتی ہیں، چشت سے ہجرت کے بعد سلسلہ چشتیہ کے اولیاء نے ہندوستان اور بلوچستان پاکستان کا رُخ کیا اور پشین (جو اُس وقت قندھار کا ایک ضلع تھا اور آج پاکستان کے صوبہ بلوچستان کا ایک ضلع ہے) میں آباد ہو گئے، یہاں پر نظام الدین علی مودود چشتی کا مزا رہے، اس کے بعد اس سلسلہ کی ہجرت بلوچستان کے دار الحکومت کوئٹہ (شال کوٹ) کی طرف ہوئی یہاں نقر الدین شال پیر بابا مودود چشتی کا مزار ہے اور اِسی وادی کوئٹہ کے مغربی جانب ان کے فرزند ولی مودودی چشتی کرانی کا مزار بمقام کرانی ہے، کوئٹہ سے یہ سلسلہ بلوچستان کے شہر مستونگ پہنچتا ہے اور بمقام مستونگ سید شمس الدین ابراہیم پکیاسی مودود چشتی کا مزار ہے، اگلی منزل درہ ضلع بولان کا شہر ڈھاڈر ہے یہاں شمس الدین خواجہ ابراہیم پکیاسی کے نواسے ابراہیم پکیاسی مودود چشتی کا مزار ہے۔

سلسلہ چشتیہ کی ابتدا ابو اسحاق شامی سے واسطہ در واسطہ قطب الدین مودود چشتی تک پہنچا اور شریف زندنی وعثمان ہارونی کے بعد معین الدین چشتی اجمیری کے ذریعے خرقہ ارادت اولیاء ہندوستان کی طرف چلا گیا مگر قطب الدین مودود چشتی سے ایک اور سلسلہ سلسلۂ مودودیہ چشتیہ کے نام سے شروع ہوا- طریقت سلسلۂ مودودیہ قطب الدین مودود چشتی کے نسب کے ذریعے چشت سے بلوچستان کے طرف منتقل ہوا- ان کے مشہور خلیفہ-

❖ شیوخ

سید ضیغم الدین محمد رزاق علی

سید حاجی شریف زندانی

سید ابو یوسف چشتی

سید قطب الدین مودود چشتی

سید نجم الدین احمد مشتاق

سید رکن الدین حسین

سید قدودین

سید قطب دین

سید اود الدین

سید تقی الدین

سید نصر الدین

سید نقر الدین المعروف شال پیر بابا

---

[42] السلمی، اَبو عبد الرحمن، طبقات الصوفیہ، ج1، ص101

سید ولی کرانی۔[43]

❖ **سلسلہ چشتیہ صابریہ**

سلطان الہند معین الدین کے خلفیہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے خلیفہ فرید الدین گنج شکر کے دو مشہور خلیفہ ہوئے:

ظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ، ان سے چلنے والے سلسلہ کو چشتیہ نظامیہ کہا جاتا ہے۔

علاء الدین علی احمد صابر کلیری، ان سے چلنے والے سلسلہ کو چشتیہ صابریہ کہا جاتا ہے۔

❖ **سلسلہ چشتیہ کے مشہور مشائخ عظام کا مختصر تعارف**

1 خواجہ حضرت معین الدین چشتیؒ

❖ **تعارف**

سُلطان الہند خواجہ سیّد معین الدین چشتی (1142ء-1236ء) فارسی نژاد روحانی پیشوا، واعظ، عالم، فلسفی، صوفی اور زاہد نیز اجمیری سلسلۂ چشتیہ کے مشہور بزرگ تھے۔ ان کا آبائی وطن سیستان تھا۔ 13 ویں صدی کے اوائل میں انہوں نے برصغیر کا سفر کیا اور یہیں بس گئے اور تصوف کے مشہور سلسلہ چشتیہ کو خوب فروغ بخشا۔ تصوف کا یہ سلسلہ قرون وسطی کے ہندوستان میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور اس طریقت کو کئی سنی اولیا نے اپنایا جن میں نظام الدین محمد اولیاء اور امیر خسرو جیسی شخصیات شامل ہیں۔ معین الدین چشتی کو برصغیر کا سب سے بڑا ولی اور صوفی سمجھا جاتا ہے۔ معین الدین چشتی کی ابتدائی زندگی کے متعلق بہت کم معلومات دستیاب ہیں البتہ جب انہوں نے ہندوستان کا سفر کیا تو اس وقت وسط ایشیا میں منگولوں کا قہر برپا تھا لہذا یہ ممکن ہے کہ معین الدین چشتی نے ان سے بچنے کے لیے ہندوستان کا رخ کیا ہو۔ پھر وہیں وہ اپنی دینی و علمی خدمات دیتے رہے۔

آپ کے مشہور استاذ خواجہ ابو اسحاق شامی تھے۔ اور تلمیذ خاص نظام الدین اولیاء، بابا فرید الدین گنج شکر، نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، قطب الدین بختیار شامل رہے۔[44]

❖ **آپ کے مشہور القابات**

معین الحق، حجۃ الاولیاء، سراج الاولیاء، فخر الکاملین، قطب العارفین، ہند الولی، عطاء رسول، تاج اولیاء، شاہ سوار قاتل کفار، مغیث الفقراء او معطي الفقراء، سلطان الہند، ولی الہند، ہند الولی، وارث النبی فی الہند، خواجہ ء خواجگان، خواجہ اجمیری، خواجہ غریب نواز، امام الطریق، خواجہ بزرگ، پیشواء مشائخ ہند، شیخ الاسلام، نائب النبی فی الہند۔[45]

❖ **آپ کے مشہور خلفاء**

قطب الدین بختیار کاکی (خلیفہ و جانشین)، حمید الدین سعید ناگوری، فخر الدین بن معین الدین چشتی، جمال بنتِ معین الدین چشتی، محمد یادگار سبزواری، شمس الدین التتمش بادشاہ ہندوستان، فخر الدین گردیزی، ضیاء الدین بلخی، شہاب الدین محمد بن سام غوری فاتح دہلی، علی بخاری وغیرہم۔

❖ **دعوت و تبلیغ**

سلسلہ چشتیہ ہندوستان میں آپ ہی سے پھیلا اور ہندوستان میں نوے لاکھ آدمی آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

❖ **آپ کی تصنیفات**

---

43 نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص 51، مکتبہ عارفین، کراچی، 1975ء

44 خواجہ غریب، نواز محمد آصف حسین انصاری، سلطان الہند، صفحہ۔4، مکتبہ رحمانیہ لاہور

45 خواجہ غریب، نواز محمد آصف حسین انصاری، سلطان الہند، صفحہ۔9،

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

1۔ انیس الارواح یا انیس دولت

2۔ گنج اسرار

3۔ دلیل العارفین

4۔ بحر الحقائق

5۔ اسرار الواصلین

6۔ رسالہ وجودیہ

7۔ کلمات خواجہ معین الدین چشتی

8۔ دیوان مُعین الدین چشتی۔[46]

❖ شجرہ طریقت خواجہ معین الدین چشتی

پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں بعض بزرگان دین نے خراسان کے ایک قصبہ چشت میں رشد و ہدایت کا ایک سلسلہ شروع کیا، جو دور دور تک پھیلتا چلا گیا، یہ خانقاہی نظام طریقہ سلسلہ چشتیہ کے نام سے موسوم ہوا،

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

علی ابن ابی طالب

حسن بصری

عبد الواحد بن زید

فضیل ابن عیاض

ابراہیم بن ادہم البلخی

حذیفہ مرعشی

ابو ہبیرہ بصری

ممشاد علوی دینوریؒ

ابو اسحاق شامی

ابو احمد ابدال

ابو محمد چشتی

ابو یوسف چشتی

قطب الدین مودود چشتی

شریف زندانی

عثمان ہارونی

معین الدین چشتی[47]

---

46 نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص72

47 السلمی، اَبو عبد الرحمن، طبقات الصوفیہ، ص73، دار الکتب العلمیہ ط2003.

❖ **وصال مبارک**

ایک روایت کے مطابق تاریخ وفات 6رجب627ھ661ھ-–1230ء ہے۔ آپ 97 سال حیات رہے جبکہ دوسری روایت میں 103 سال کی عمر میں آپ کا وصال 633ھ/1229ء میں اجمیر میں ہوا۔23۔

چونکہ یہ اس سلسلہ کے بانی و محور ہیں اس لیے ان کا ذکر خاص طور پر کیا ہے۔ باقی چند ایک کے نام اور مختصر تعارف ذکر کر دیتی ہوں۔

2۔خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ

آپ امام ابو حنیفہ کے شاگرد اور حسن بصری کے خلفیہ اعظم ہیں۔ آپ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور مزار بھی بصرہ میں ہی ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ کمیل بن زیاد سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مرید ہونے سے پیشتر چالیس سال مجاہدہ کیا۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ ساری زندگی عبادت و ریاضت میں گزاری اور فقیری و درویشی والی زندگی گزاری۔

3۔خواجہ سدید الدین حزیفہ المرعشیؒ

آپ م(675ھ) کا تعلق شام کے شہر مرعش سے ہے۔ ابراہیم بن ادہیم سے بیعت کیا۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ بیشتر کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کا مزار اپنی آبائی علاقہ بصرہ میں ہے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے اور سخت لباس پہنتے۔ اور عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔

4۔خواجہ ابو احمد ابدال چشتیؒ

آپ چشت کے امیر سلطان فرسنافہ کے صاحب زادے ہیں۔ 260ھ میں پیدا ہوئے آپ کا لقب قدوۃ الدین ہے۔ ابو اسحاق شامی کے مرید ہیں اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ نے تصوف میں بڑا مقام حاصل کیا ہے۔ آپ نے شعر و شاعری بھی کی ہے۔ اور آپ کو اس میں بھی حد درجہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ نے 355ھ میں انتقال فرمایا۔[48]

(3) سلسلہ قادریہ

❖ **تعارف**

یہ درویشوں کا ایک سلسلہ ہے جو عبد القادر جیلانی (المتوفی 561ھ / 1166ء) کے نام سے منسوب ہے۔ عبد القادر جیلانی حنبلی مذہب سے تعلق رکھتے تھے، بغداد میں ایک رباط (خانقاہ) اور مدرسہ کے ناظم تھے اور ان دونوں مقامات پر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ بعد میں آپ کے وعظوں کا مجموعہ "الفتح الربانی" کے نام سے شائع ہوا۔ 1258ء میں بغداد کی تباہی کے بعد رباط اور مدرسہ بھی ختم ہو گئے۔ شیخ کے بعد ان کے بیٹے عبد الوہاب (المتوفی 593ھ / 1196ء) اور عبد الرزاق (المتوفی 603ھ / 1206ء) ان کے جانشین ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس گروہ نے بہت ترقی کی اور پیری مریدی کا سلسلہ مستقل طور پر پھیل گیا۔ پیر اپنے جس مرید کو کامل سمجھتا تھا اس کو خرقہ دے کر دوسرے مقامات یا ممالک میں مذہب کی اشاعت کے لیے روانہ کر دیتا تھا۔ شیخ کی زندگی ہی میں مختلف مریدوں نے مختلف ممالک میں شیخ کی تعلیمات کی تلقین شروع کر دی۔ پاک و ہند میں بھی طریقت کے دوسرے سلسلوں سے سلسلہ قادریہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں یہ سلسلہ حضرت شیخ محمد الحسنی جیلانی، شیخ عبد القادر ثانی، حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شاہ سکندر محبوب الٰہی کے ذریعے پہنچا۔ برصغیر پاک و ہند میں کئی معروف علماء اور صوفی بزرگ اس سلسلہ سے متعلق رہے ہیں۔

❖ **سلسلہ قادریہ کا شجرہ**

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خلیفہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

امام حسین رضی اللہ عنہ

امام زین العابدینؒ

---

48 السلمی، ابو عبد الرحمن، طبقات الصوفیہ، ص90 تا110، دار الکتب العلمیہ ط2003.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

امام محمد باقرؒ

امام جعفر صادقؒ

امام موسیٰ کاظمؒ

امام علی موسیٰ رضاؒ

معروف کرخیؒ

سری سقطیؒ

جنید البغدادیؒ

شیخ ابو بکر شبلیؒ

شیخ عبد العزیز بنو تمیمؒ

ابو الفضل ابو الواحد بنو تمیمؒ

ابو الفرح طرطوسیؒ

ابو الحسن فرشیؒ

ابو سعید المبارک مکرمیؒ

شیخ عبد القادر جیلانیؒ[49]

❖ سلسلہ قادریہ کے اوصاف

سید الاولیاء، سر تاج صفحاء والنجباء قطب الاقطاب سید عبد القادر جیلانیؒ کی ذات ستودہ صفات کی خصوصیات اور آپ کے سلسلہ عالیہ قادریہ کی اہمیت و فضیلت بہت بڑی ہے۔ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ السامی ارشاد فرماتے ہیں کہ سید عبد القادر جیلانیؒ کے قرب ولایت کا مرکزی منصب آئمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منتقل ہو کر آپ کو عطا ہوا۔ آپؒ کا سلسلہ عالیہ قادریہ سلاسل تصوف میں تمام سلاسل سے اعلیٰ ارفع افضل اکرم اجمل اطیب اطہر اقدس احسن اکمل مقدس منور معنبر معطر مطہر اور نمایاں ہے۔ بھلا جس سلسلہ کے سربراہ سرپرست سربراہ سرتاج اور امام و مقتدی کو تمام سلاسل کا اکابرین سربراہان بزرگان حضرات والد صفات خود سے افضل و اعلیٰ اور بالا مانیں اور حضور غوثیت مآب کے قدوم میمنت لزوم کو اپنی پاک گردنوں کی زینت و زیبائش بنائیں تو پھر شاہ جیلانؒ کا سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ اور نقشبندیہ وغیرہ سلاسل سے کیوں نہ افضل ٹھہرے بے شک تمام سلاسل برحق ہیں اور ان کے سربراہان حضرات کی ولایت مسلمہ اور مصدقہ ہے لیکن سید عبد القادر جیلانیؒ کی ولایت کبریٰ سب سے اعلیٰ و بالا ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس سرہ النور ارانی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اب شاہ جیلانیؒ سے لے کر حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام تک کوئی ولی نہیں جو آپ کا محتاج نہیں آپ سب کے محتاج الیہ ہیں۔

غرض کہ سب اولیاء کا مرجع وماوی شاہ جیلاں و بغداد ہیں۔ سب اکابرین سلاسل رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کی فضیلت کو تسلیم کیا ہے۔

❖ سلسلہ قادریہ کی خصوصیت

سلاسلِ تصوف میں سلسلۂ قادریہ سب سے قدیم اور دسب سے زیادہ مشہور و مستند سلسلۂ روحانیت مانا جاتا ہے۔

اور اس سلسلے میں پیروکار پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، ترکی، بلقان کے علاوہ مشرقی اور مغربی افریقہ میں بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

❖ مشہور مشائخ کرام

1۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ

[49] محمد دین کلیم، تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ 100 مکتبہ نبویہ لاہور، 1992

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.1.2025

❖ تعارف

سلسلہ قادریہ کے بانی، آپ کی پیدائش شب اول رمضان 470ھ بمطابق 17 مارچ، 1078 عیسوی میں ایران کے صوبہ کرمانشاہ کے شہر مغربی گیلان میں ہوئی، جس کو کیلان بھی کہا جاتا ہے اور اسی لیے آپ کا ایک اور نام شیخ عبد القادر گیلانی بھی ماخوذ ہے۔ کہا جاتا ہے وہ جیلان بغداد کے جنوب میں 40 کیلو میٹر کے فاصلے پر واقع عراقی تاریخی شہر مدائن کے قریبی شہر مغربی گیلان میں یا اس کے قریب عراقی گاؤں «بشتیر» میں پیدا ہوئے تھے۔ تاریخی کتب نیز بغداد میں رہائش پزیر گیلانی خاندان اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ شیخ عبد القادر جیلانی کا تعلق جنید بغدادی کے روحانی سلسلے سے ملتا ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی کی خدمات و افکار کی وجہ سے شیخ عبد القادر جیلانی کو مسلم دنیا میں غوثِ الاعظم دستگیر کا خطاب دیا گیا۔ ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی آئمہ اسلام میں سے ہیں جو اپنے دور کے مسلم علماء وفضلا کے سردار تھے اور اسی طرح ان کی بہت سی دینی خدمات ہیں، شیخ عبد القادر جیلانی اپنے دور میں سب سے زیادہ شریعت اسلامیہ کا التزام کرنے والوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں میں شامل ہوتے ہیں، وہ شریعت اسلامیہ کو ہر چیز پر مقدم رکھتے اور زہد و علم میں ید طولی رکھتے تھے اور عظیم واعظ اور خطیب تھے۔ ان کی مجلس میں بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ذکر کرنے میں ایک جمال عطا کیا تھا اور لوگوں کے درمیان میں ان کا فضل پھیلایا اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت برسائے۔

شیخ عبد القادر جیلانی متبع دین تھے نہ کہ مبتدع۔ وہ دین میں بدعات کی ایجاد کے مخالف تھے، اور وہ سلف صالحین کے منہج اور طریقے پر چلتے اور اپنی تصانیف میں سلف کی اتباع کرنے پر ابھارتے اور ان کی اتباع کا حکم دیتے تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ دین میں بدعات کی ایجاد سے منع کرتے تھے۔ شیخ عبد القادر جیلا نیاہل حق کی موافقت کرتے، ان کا عقیدہ اور مسائل توحید اور ایمان اور نبوت اور یوم آخرت کے بارہ میں مکمل منہج، اہل حق کا منہج تھا۔[50]

❖ آپ کا سلسلہ نسب

آپ کا شجرہ سید ابو صالح موسی جنگی دوست بن عبد اللہ الجیلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد مورث بن سید داؤد بن سید موسی ثانی بن سید موسی الجون بن سید عبد اللہ ثانی بن سید عبد اللہ المحض بن سید حسن المثنیٰ بن سید نا امام حسن بن سید نا علی کرم اللہ وجہ سے ملتا ہے۔[51]

❖ آپ کی ازواج

شیخ عبد القادر نے مختلف اوقات مین چار شادیاں کیں جبکہ ازداوجی زندگی کا آغاز 50 برس کی عمر سے کیا۔ ان کے نام یہ ہیں:

سیدہ بی بی مدینہ بنت سید میر محمد

سیدہ بی بی صادقہ بنت سید محمد شفیع

سیدہ بی بی مومنہ

سیدہ بی بی صادقہ

❖ آپ کی اولاد

شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی چار ازواج سے انچاس بچے پیدا ہوئے۔ بیس لڑکے اور باقی لڑکیاں۔

شیخ سیف الدین عبد الوہاب

شیخ تاج الدین عبد الرزاق

شیخ شرف الدین عیسیٰ

شیخ ابو اسحاق ابراہیم

---

[50] محمد دین کلیم، تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ 108

[51] محمد دین کلیم، تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ 119

شیخ ابو بکر عبد العزیز
شیخ ابو زکریا یحیٰ
شیخ ابو نصر موسیٰ
شیخ ابو الفضل محمد
شیخ عبد اللہ

❖ آپ کے چند مشہور فرمودات

1۔ اے انسان، اگر تجھے محد سے لے کر لحد تک کی زندگی دی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اپنی محنت، عبادت و ریاضت سے اس دل میں اللہ کا نام بسالے تو ربِ تعالٰی کی عزت و جلال کی قسم یہ ممکن نہیں، اُس وقت تک کہ جب تک تجھے اللہ کے کسی کامل بندے کی نسبت و صحبت میسر نہ آجائے۔

2۔ اہلِ دل کی صحبت اختیار کر تا کہ تو بھی صاحبِ دل ہو جائے۔

3۔ میرا مرید وہ ہے جو اللہ کا ذاکر ہے اور ذاکر میں اُس کو مانتا ہوں، جس کا دل اللہ کا ذکر کرے۔[52]

❖ القابات

غوثِ اعظم، پیرانِ پیر دستگیر، محی الدین، شیخ الشیوخ، سلطان الاولیاء، سردارِ اولیاء، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، قندیل لامکانی، میر محی الدین، امام الاولیاء، السید السند، قطب اوحد، شیخ الاسلام، زعیم العلماء، سلطان الاولیاء، قطب بغداد بازِ اشہب، ابو صالح، حسنی اباً، حسینی اُماً، حنبلی مذہباً۔

❖ علمی خدمات

شیخ عبد القادر جیلانی نے طالبینِ حق کے لیے گرانقدر کتابیں تحریر کیں، ان میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ غنیۃ الطالبین
2۔ الفتح الربانی والفیض الرحمانی
3۔ ملفوظات
4۔ فتوح الغیب
5۔ جلاء الخاطر
6۔ ورد الشیخ عبد القادر الجیلانی
7۔ بہجۃ الاسرار
8۔ الحدیقۃ المصطفویہ
9۔ الرسالۃ الغوثیہ
10۔ آدابِ سلوک والتوصل الیٰ منازلِ سلوک
11۔ جغرافیۃ الباز الاشہب۔[53]

❖ وصال مبارک

---

[52] فالح الکیلانی، ڈاکٹر سید جمال الدین، جغرافیۃ الباز الاشہب، ص23، مکتبہ نور اسلام کراچی

[53] فالح الکیلانی، ڈاکٹر سید جمال الدین، جغرافیۃ الباز الاشہب، ص32

شیخ عبد القادر جیلانی کا انتقال 1166ء کو ہفتہ کی شب (8 ربیع الاوّل 561 ہجری) کو نواسی (89) سال کی عمر میں ہوا اور آپ کی تدفین، آپ کے مدرسے کے احاطہ میں ہوئی۔ آپ کی مزار بغداد عراق میں واقع ہے۔[54]

2۔ حضرت بلھے شاہؒ

❖ تعارف

آپ کا اصل نام عبد اللہ زشاہ ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 3 مارچ 1680ء (1091ھ) میں مغلیہ سلطنت کے عروج میں اوچ گیلا نیاں میں پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ یہاں رہنے کے بعد قصور کے قریب پانڈو میں منتقل ہو گئے۔ ان کے والد سخی شاہ محمد درویش مسجد کے امام تھے اور مدرسے میں بچوں کو پڑھاتے تھے۔بلّھے شاہ نے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد قصور جا کر قرآن، حدیث، فقہ اور منطق میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ قرآن ناظرہ کے علاوہ گلستان بوستان بھی پڑھی اور منطق، نحو، معانی، کنز قدوری، شرح وقایہ، سبقاء اور بحر اطبواۃ بھی پڑھا۔ شطاریہ خیالات سے بھی مستفید ہوئے۔ ایک خاص سطح تک حصولِ علم کے بعد ان پر انکشاف ہوا کہ دنیا بھر کے علم کو حاصل کر کے بھی انسان کا دل مطمئن نہیں ہو سکتا۔ سکونِ قلب کے لیے صرف اللہ کا تصور ہی کافی ہے۔ اسے اپنی ایک کافی میں یوں بیان کیا۔ علموں بس کر او یار۔ اکّو الف تیرے درکار وہ خود سیّد زادے تھے لیکن انہوں نے شاہ عنایت کے ہاتھ پر بیعت کی جو ذات کے آرائیں تھے اس طرح بلّھے شاہ نے ذات پات، فرقے اور عقیدے کے سب بندھن توڑ کر صلح کل کا راستہ اپنایا۔ مرشد کی حیثیت سے شاہ عنایت کے ساتھ ان کا جنون آمیز رشتہ ان کی مابعد الطبیعیات سے پیدا ہوا تھا۔ وہ پکے وحدت الوجودی تھے، اس لیے ہر شے کو مظہر خدا جانتے تھے۔ مرشد کے لیے انسان کامل کا درجہ رکھتے تھے۔ مصلحت اندیشی اور مطابقت پذیری کبھی بھی ان کی ذات کا حصہ نہ بن سکی۔ ظاہر پسندی پر تنقید وطنز ہمہ وقت ان کی شاعری کا پسندیدہ جزو رہی۔ انہوں نے شاعری میں شرع اور عشق کو ایک لڑی میں پرو دیا اور عشق کو شرع کی معراج قرار دیا ان کے کام میں عشق ایک ایسی زبردست قوت بن کر سامنے آتا ہے جو شرع پر چل کر پیغام حسینیت کو فروغ دیتا ہے اور یزیدیت کو ہمیشہ کے لیے شکست دیتا ہے بلّھے شاہ نے پیار محبت کے پیغام کو فروغ دیا عربی فارسی میں عالم ہونے کے باوجود انہوں نے سرائکی کو ذریعۂ اظہار بنایا تاکہ عوام سے رابطے میں آسکیں۔[55]

❖ شاعری

اپنی شاعری میں وہ مذہبی ضابطوں پر ہی تنقید نہیں کرتے بلکہ ترکِ دنیا کی مذمت بھی کرتے ہیں اور محض علم کے جمع کرنے کو وبالِ جان قرار دیتے ہیں۔ علم کی مخالفت اصل میں "علم بغیر عمل" کی مخالفت ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو احساس ہوتا ہے کہ بلھے شاہ کی شاعری عالمگیری عقیدہ پرستی کے خلاف رد عمل ہے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ چونکہ لاقانونیت، خانہ جنگی، انتشار اور افغان طالع آزماؤں کی وحشیانہ مہموں میں بسر ہوا تھا، اس لیے اس کا گہرا اثر ان کے افکار پر بھی پڑا۔ ان کی شاعری میں صلح کل، انسان دوستی اور عالم گیر محبت کا جو درس ملتا ہے، وہ اسی معروضی صورت حال کے خلاف رد عمل ہے۔

چند اشعار بطور نمونہ:

پڑھ پڑھ کتاباں علم دیاں توں نام رکھ لیا قاضی
ہتھ وچ پھڑ کے تلوار نام رکھ لیا غازی
مکے مدینے گھوم آیا تے نام رکھ لیا حاجی
او بھلیا حاصل کی کیتا؟ جے توں رب نا کیتا راضی

❖ انتقال

بلھے شاہ کا انتقال بعمر 77 سال 22 اگست 1757ء میں قصور میں ہوا اور یہیں دفن ہوئے۔ ان کے مزار پر آج تک عقیدت مند ہر سال ان کی صوفیانہ شاعری گا کر انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔[56]

---

54 محمد دین کلیم، تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ 311

55 محمد دین کلیم، تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ 239 تا 250

56 فالح الکیلانی، ڈاکٹر سید جمال الدین، جغرافیۃ الباز الاشہب، ص 44

3۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

❖ تعارف

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی(25 رمضان المبارک 1159ھ 7 شوال 1239ھ / 20 ستمبر 1746ء—5 جون 1823ء)جو سراج الہند کے لقب سے مشہور ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرزندِ اکبر تھے۔ان کے جد محترم شاہ عبدالرحیم تھے۔شاہ عبدالعزیز کو علم کی وسعت کے ساتھ استحضار میں بھی کمال حاصل تھا۔

❖ نام ونسب

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی 25 رمضان المبارک 1159ھ بمطابق 11 اکتوبر 1746ء بروز منگل کو دہلی میں پیدا ہوئے۔آپ کا تاریخی نام غلام حلیم ہے جس کے اعداد 1159 ہیں۔جس سے سنہ ولادت نکلتا ہے آپ کا سلسلہ نسب 34 واسطوں سے سیدنا عمر فاروق تک منتہی ہوتا ہے۔[57]

❖ سلسلہ شیوخ

حضرت شیخ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

حضرت شیخ احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

حضرت شیخ سید عبداللہ واسطیؒ

حضرت شیخ سید آدم بنوری مہاجر مدنیؒ

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ۔[58]

❖ تصنیف وتالیف

شاہ عبدالعزیز صاحب نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔امراض کی شدت اور آنکھوں کی بصارت زائل ہونے کے سبب بعض کتابوں کو آپ نے املا کرایا ہے۔اہم تصانیف درج ذیل ہیں:

1۔تحفۂ اثنا عشریہ

2۔عجالہ نافعہ

3۔بستان المحدثین

4۔فتاوی عزیزی

5۔تفسیر فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی

6۔سر الشہادتین۔[59]

❖ وصال

اسّی برس کی عمر میں 9/ شوال 1239ھ / 1823/ کو یک شنبہ کے روز وفات پائی۔مختلف شعرا نے تاریخ وفات کہی، جن میں حکیم مومن خان دہلوی کے قطعہ تاریخ اس فن کی ایک نادر مثال ہے۔

دست بیداد اجل سے بے سروپا ہو گئے

---

57 دہلوی، محمد رحیم بخش، حیات ولی، مکتبہ سلفیہ، لاہور، ص 587، مکتبہ دار السلام لاہور

58 عبدالحئی، مولانا، نزہۃ الخواطر، ج 7، ص 274، 273، مکتبہ رحمانیہ کراچی

59 دہلوی، محمد بیگ، مرزا، دیباچہ فتاویٰ عزیزیہ، مطبع مجتبائی دہلی 1391ھ، ص 4، مطبوعہ دار السلام لاہور

فقر و دین، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و فضل [60]

(4) سلسلہ سہر وردیہ

❖ تعارف

سہر وردیہ مشہور روحانی سلاسل میں سے ہے اس سلسلہ کے پیروکار سہر وردی کہلاتے ہیں، جو زیادہ تر ایران، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں ہیں۔ اس سلسلہ کے بانی شہاب الدین سہر وردی تھے۔ چشتیہ سلسلے کے بعد ہندوستان میں سہر وردیہ سلسلہ آیا۔ اس سلسلے کی بنیاد شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہر وردی (المتوفی 1097ھ / 1118ء) نے بغداد میں رکھی تھی۔ وہ امام ابوٰحامد الغزالی (540ھ) کے بھائی احمد غزالی کے مرید تھے اور بغداد کی جامعہ نظامیہ میں شافعی فقہ پڑھاتے تھے۔ ان کی باقیّاتِ میں صرف ایک کتاب آداب المریدین پائی جاتی ہے۔ لیکن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر ابو حفص سہر وردی کو سلسلۂ سہر وردیہ کے مؤسسِ ثانی کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ کے بعد آپ کے لائق فرزند شاہِ عالم نے رسوٰل آباد میں رہ کر اس کام کو آگے بڑھایا۔ ہر دو حضرات نے اپنی علمی قابلیت کے ذریعے اعلیٰ تصانیف اور اپنی عملی ریاضتوں اور مکاشفتوں کے ذریعہ عوام کو دینِ اِسلام کا گرویدہ بنایا۔ اپنی نگاہِ پُر تاثیر کے ذریعے عوام کو خواص میں تبدیل کر دیا۔ لوگوں کو سلوک کی راہ میں اعلیٰ مرتبوں تک پہنچا دیا۔ اُن کے بعد شاہ بُڈھا صاحب اور پیارن صاحب نے اپنے اَسلاف کی روشنی پر چلتے ہوئے سلسلے کی خدمات انجام دیں۔ قاضی نجم الدین، عبد الطیف دارُ الملک، قاضی محمود وغیرہ نے بھی سہر وردیہ سلسلہ کی تنظیم اور اس کی ترویج و اِشاعت میں کافی جدوجہد کی۔ اپنے اثر اور فیض رسانی کے معاملہ میں سہر وردیہ سلسلہ پنجاب اور سندھ تک ہی محدود رہا۔ ہندوستان کے دیگر علاقوں میں اِس نے عام رواج نہ پایا۔ لیکن شہرت کے اعتبار سے شیخ بہاء اُلدین زکریا ملتانی، شیخ رُکن الدین ملتانی اور مخدوٗم جہانیاں جہاں گشت جیسے جید علما اور اولیاء کی لِیاقت اور رِیاضت کا نور اُن کے علاقوں تک محدود نہ رہا بلکہ اُن کی رُوحانی شہرت ہندوستان کی حدود کو پار کر کے اِسلامی ممالک میں بھی پھیل گئی۔ [61]

❖ بنیادی اصول

سلسلہ سہر وردیہ کے پانچ بنیادی اصول ہیں:

1۔ ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا

2۔ قول و فعل میں سنت کی پابندی

3۔ فقد و عتاب میں دنیا سے نفرت

4۔ چھوٹی بڑی ہر بات میں رضائے الٰہی پر قانع رہنا

5۔ غم ہو یا مسرت اللہ ہی سے رجوع کرنا

❖ شجرہ سلسلہ سہر وردیہ

شیخ الشیوخ رویم

شیخ عبد اللہ بن خفیف

حضرت ممشاد دینوی

شیخ ابو العباس نہاوندی

شیخ احمد اسود دینوی

شیخ اخی فرخ زنجانی

شیخ محمد عھویہ

---

[60] دہلوی، محمد رحیم بخش، حیات ولی، مکتبہ سلفیہ، لاہور، ص 591

[61] لاہوری، مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء، 188، مکتبہ نبویہ، لاہور، 1983ء

شیخ وجیہ الدین

شیخ فخر الدین عراقی

امیر حسن سادات

شیخ حمید الدین ناگوری

شیخ صدر الدین محمد

شیخ عبد الرحمٰن بن علی بن برغش

شیخ رکن الدین

برہان الدین قطب عالم

شیخ محمد شاہ عالم[62]

❖ **چند مشہور مشائخ کرام**

1۔ابو حفص شہاب الدین سہروردی

❖ **تعارف**

اسمِ گرامی: شہاب الدین عمر۔کنیت: ابو حفص۔ اور لقب شیخ الاسلام، شیخ الشیوخ ہے۔ آپ کا پورا نام ابو حفص شہاب الدین عمر بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ البکری المعروف شیخ عمویہ بن سعد بن حسین بن قاسم بن سعد بن نصر بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق، لقب شہاب الدین سہروردی تھا شہاب الدين ابو حفص وابو عبد الله عمر بن محمد بنالباب الوسطاني قرب مرقد الشيخ عمرالسهروردیعبد الله بن محمد بن عبد الله-اور یہ عمویہ-بن سعد بن حسين بن القاسم بن النضر بن القاسم بن محمد بن عبد الله ابن فقيہ المدينہ اورابن فقيہ عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بكر الصديق القرشی التیمی البكری السہروردی الصوفی ثم البغدادی۔ شعبان 539ھ بمطابق 1145ء میں زنجان (آذر بائیجان کا دارالحکومت) کے مضافات قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔[63]

مشہور استاد ابو نجیب سہروردی ہیں اور نمایاں شاگرد عزبن عبد السلام، شیخ سعدی، بہاؤالدین زکریا ملتانی، فخر الدین عراقی وغیرہ ہیں۔

آپ جوانی میں بغداد تشریف لے گئے اور جامعہ نظامیہ میں تعلیم حاصل کی۔ امام بیہقی، علامہ خطیب بغدادی اور امام قشیری سے حدیث سنی۔ سکندریہ بھی گئے، شیخ عبد القادر جیلانی کی صحبت کا بھی شرف حاصل کیا۔ پھر درس و تدریس کا سلسلہ چھوڑ کر درویشوں کی صحبت اختیار کی اور چلّے اور مجاہدے کیے۔ 545ھ میں سلطان مسعود سلجوقی اور خلیفہ بغداد کی استدعا پر مدرسہ نظامیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ آپ اکثر سبز چادر اوڑھا کرتے اور خچر پر سواری کرتے تھے۔ مزار بغداد میں ہے۔ مشہور فقیہ و محدث حافظ ابن عساکر اور امام فخر الدین ابو علی واسطی آپ کے شاگرد اور مرید تھے۔[64]

❖ **آپ کی چند مشہور تصنیفات**

1-اعلام الهدي وعقيدة اهل التقى

---

62 نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص43، مکتبہ عارفین، کراچی، 1975ء

63 سہروردی، شہاب الدین، عوارف المعارف، صفحہ 108 پروگریسو بکس لاہور

64 سہروردی، شہاب الدین، عوارف المعارف، صفحہ 119

2-جذب القلوب الي مواصلة المحبوب

3-رشف النصائح الايمانيه وكشف الفضائح اليونانيه

4-دوفتوت نامه به فارسي

5-عوارف المعارف

6-بہجۃ الاسرار

❖ وفات

ان کی وفات: یکم محرم الحرام 632ھ بمطابق ستمبر/1234ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار بغداد میں مرجع خاص وعام ہے۔

2۔ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ

❖ تعارف

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا قریشی تھے۔ ان کے جد امجد کمال الدین علی شاہ تھے۔ کمال الدین شاہ مکہ معظمہ سے خوارزم آئے اور مکہ معظمہ سے رخصت ہو کر ملتان میں سکونت اختیار کی۔ کمال الدین علی شاہ کے بیٹے کا نام وجیہہ الدین محمد تھا۔ وجیہہ الدین محمد کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی بیٹی سے ہوئی۔ شیخ بہاؤالدین زکریاؒ مولانا وجیہہ الدین کے بیٹے ہیں۔ بہاؤالدین زکریاؒ ۱۸ سال کی عمر میں حج کے لئے تشریف لے گئے۔ مکہ سے مدینہ منورہ چلے گئے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا ۲۱ سال کے ہوئے تو والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے قرآن حفظ کیا اور خراسان چلے گئے۔ سات سال تک علمائے ظاہر اور علمائے باطن سے اکتساب فیض کیا۔ شب و روز جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ریاضت و مجاہدہ اور مراقبہ میں مشغول رہے۔ مدینہ منورہ کی نورانی فضاؤں سے معمور ہو کر بیت المقدس پہنچے اور وہاں سے بغداد شریف آ گئے۔ مرشد کریم نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ شجرہ طریقت شیخ شہاب الدین سہروردی سے شروع ہو کر خواجہ حبیب عجمی۔ حضرت امام حسن۔ حضرت امام علی اور سرور کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے۔[65]

❖ ولادت

ملتان کے ضلع لیہ کے ایک قصبہ کوٹ کروڑ ضلع لیّہ میں 27 رمضان المبارک شب جمعہ آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے جد امجد مخدوم کمال الدین علی شاہ مکہ مکرمہ سے خوارزم ہوتے ہوئے ملتان میں مقیم ہوئے۔ یہ عہد خسرو ملک غزنوی کا عہد تھا۔

❖ تبلیغی سرگرمیاں

سہروردیہ سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کی تبلیغی کوششوں کا اپنا ایک الگ نہج تھا۔ اس منظم روحانی تحریک کے ذریعے سندھ، ملتان اور بلوچستان کے علاقوں میں ہزاروں افراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ روحانی تعلق قائم کرنے میں کامیاب ہوئے اور بے شمار خواتین و حضرات حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔

❖ آپ کی فلاحی خدمات

حضرت زکریا ملتانیؒ مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی تربیت کا الگ الگ اہتمام فرماتے تھے۔ یہ روحانی تحریک Scientific اور جدید خطوط پر استوار تھی۔ قدرت نے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کو فلاحی ذہن عطا کیا تھا۔ آپؒ نے جنگلوں کو آباد کروایا، کنویں کھدوائے، نہریں تعمیر کروائیں اور زراعت پر بھرپور توجہ دی۔ انہیں ہر وقت عوام کی خوشحالی کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت ان کے لئے سرمایۂ آخرت تھی۔ آپ عوام الناس کے خادم تھے اور عوام آپ سے محبت کرتے تھے۔ یہی حسن اخلاق اور محبت تھی کہ لوگ جوق در جوق مراقبوں میں شریک ہوتے تھے۔ لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفان کیلئے ایمانداری اور

---

65 دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 5، صفحہ 97

خلوص نیت کو زندگی کا معیار بنالیا تھا۔ روح کی تقویت کیلئے درود شریف اور اذکار کی محفلیں سجتی تھیں۔ لوگ خود غرضی اور خود پرستی کے ہولناک عذاب سے بچنے کی ہر ممکن تدبیر کرتے تھے۔[66]

❖ اولاد و خلفاء

بہاؤالدین زکریا ملتانی کے سات بیٹے تھے جنہوں نے بطور صوفیا شہرت حاصل کی۔

1۔ مخدوم صدر الدین عارف

2۔ مخدوم برہان الدین

3۔ مخدوم ضیاؤالدین

4۔ مخدوم علاؤالدین

5۔ مخدوم قدرت الدین

6۔ مخدوم شہاب الدین

7۔ مخدوم شمس الدین

❖ بیعت و خلافت

یمن سے آپ بغداد تشریف لائے اور ابو الفتوح شہاب الدین سہروردی کی خانقاہ پہنچے۔ آپ نے صرف 17 دنوں میں بیعت و خلافت عطا فرمادی۔ بیت المقدس سے مختلف بلاد مشائخ اور مزارات کی زیارت کرتے ہوئے مدینۃ العلم بغداد میں چلے آئے۔[67]

❖ وفات و مزار

ملتان میں ہی آپ کا وصال ہوا اور اسی شہر میں آپ کا مزار پُر انوار زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ مزار بہاؤالدین زکریا ملتانی فنِ تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی وفاتِ حسرت آیات 7 صفر 661ھ / 21 دسمبر 1261ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار شریف قلعہ محمد بن قاسم کے آخر میں مرجع خلائق ہے، مزار کی عمارت پر نقاشی کا کام قابل دید ہے اور سینکڑوں اشعار یاد رکھنے کے لائق ہیں، مزار کا احاطہ ہر قسم کی خرافات سے پاک ہے۔ عرس کے موقع پر علما کرام کی تقاریر خلق خدا کی ہدایت کا سامان بنتی ہیں، اندرون سندھ سے مریدین و معتقدین کے قافلے پاپیادہ حاضر ہوتے ہیں۔[68]

خلاصہ بحث

زیر نظر مطالعے میں تصوف کے بنیادی مفہوم، اس کے ارتقائی مراحل اور مشہور سلاسل کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تصوف کی ابتدا زہد و تقویٰ کے انفرادی رجحان سے ہوئی، جو بعد ازاں منظم فکری اور روحانی نظام میں ڈھل گئی۔ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ جیسے سلاسل نے تصوف کو عوامی سطح پر روشناس کرایا اور روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی و معاشرتی اصلاح میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔ اس مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تصوف محض وجد و حال کا نام نہیں بلکہ یہ اسلام کی روحانی و اخلاقی تعلیمات کا ایک مکمل نظام ہے جو آج کے پُر تشویش دور میں بھی انسانیت کو امن، محبت اور باطن کی پاکیزگی کا پیغام دیتا ہے۔

---

66 نزہۃ الخواطر، جلد 1، صفحہ 120، 121

67 تذکرہ اولیائے سندھ، صفحہ 109 تا 111

68 دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 5، صفحہ 94، 95